عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۹ تا ۱۶/ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۳/ مئی ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۱۹

دولتِ ایمانی

شمائلِ طیّبہ پہ ایک نظر

دُعا کی ضرورت و اہمیّت

مائے دیوبند اور تردیدِ قادیانیت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.c
http://www.khatm-e-nubuwwat.

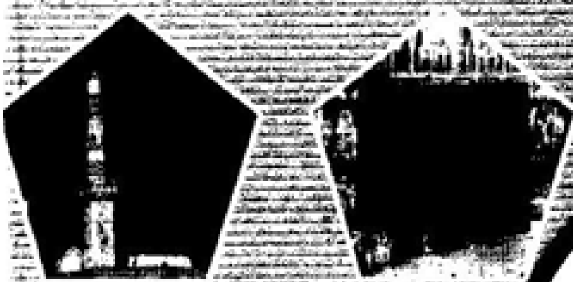

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

جمعہ کی نماز کے لئے غسل کے بعد وضو کرنا:

س:...... جمعہ کی نماز کے لئے غسل کرنے کے بعد وضو کرنا ضروری ہوتا ہے یا نہیں۔

ج:...... نہیں' غسل کے بعد جب تک وضو نہ ٹوٹے' دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔

وضو کے لئے نیت شرط نہیں:

س:...... وضو کرنے کے لئے نیت کرنا ضروری ہے؟ ہم نے کتاب میں پڑھا ہے کہ منہ ہاتھ دھونے میں وہی کام کیا جاتا ہے جو وضو کرنے میں کرتے ہیں۔ اگر وضو کی نیت نہیں کی گئی تو وضو نہیں ہوگا' بلکہ صرف منہ ہاتھ دھونا ہوا۔ اس کے علاوہ وضو میں جو فرائض ہیں' وہی اگر چھوٹ گئے تو پھر وضو کیسے ہوا؟

ج:...... نیت کرنا وضو میں فرض نہیں۔ اگر منہ' ہاتھ' پاؤں دھولئے جائیں اور سر کا مسح کرلیا جائے (کہ یہی چار چیزیں وضو میں فرض ہیں) تو وضو ہوجاتا ہے۔ البتہ وضو کا ثواب تب ملے گا جب وضو کی نیت بھی کی ہو۔

بغیر وضو کے محض نیت سے وضو نہیں ہوتا:

س:...... اکثر مقامات پر مساجد میں پانی کا انتظام نہیں ہوتا اور پھر وضو کے لئے کافی تکلیف ہوجاتی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ اگر کہیں پانی دستیاب نہ ہو تو محض وضو کی نیت کرلینے سے وضو ہوجاتا ہے۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ اگر اس طرح وضو ہوسکتا ہے تو کیا اس کی نیت بھی اسی طرح کرنی ہوتی ہے جیسے ہم پانی سے وضو کرتے وقت کرتے ہیں؟

ج:...... محض وضو کی نیت کرنے سے وضو نہیں ہوتا۔ آپ نے غلط سنا ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی جگہ وضو کے لئے پانی دستیاب نہ ہو تو پاک مٹی سے تیمم کیا جائے' اور پانی دستیاب نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی کم سے کم ایک میل دور ہو...... اس لئے شہر میں پانی کے دستیاب نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ جنگل میں ایسی صورت پیش آسکتی ہے۔

اعضاءِ وضو کا تین بار دھونا کامل سنت ہے:

س:...... ہمارے اسلامیات کے استاد نے بتایا ہے کہ وضو کرتے وقت ہاتھ دھونا' کلی کرنا' ناک میں پانی ڈالنا' منہ دھونا وغیرہ جو کہ تین دفعہ دھویا جاتا ہے' دو دفعہ بھی دھویا جاسکتا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

ج:...... کامل سنت تین تین بار دھونا ہے۔ وضو دو بار دھونے بلکہ ایک ہی بار دھونے سے بھی ہوجائے گا' بشرطیکہ ایک بال کی جگہ بھی خشک نہ رہے۔

گھنی داڑھی کو اندر سے دھونا ضروری نہیں' صرف خلال کافی ہے:

س:...... کیا وضو کرتے وقت تین دفعہ منہ دھونے کے بعد داڑھی کو اندرونی و بیرونی جانب سے تر کرنے کے لئے بار بار ہاتھوں میں پانی لے کر دھونا ضروری ہے؟

ج:...... داڑھی اگر گھنی ہو کہ اندر کی جلد نظر نہ آئے تو اس کو اوپر سے دھونا فرض ہے اور اس کا خلال کرنا سنت ہے' اور اگر ہلکی ہو تو پوری داڑھی کو پانی سے تر کرنا ضروری ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

جلد: ۲۴ شمارہ: ۱۹ ... ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۰۵ء

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری | مولانا محمد اکرم طوفانی | مدیر

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور کرانا
اہتمام: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈوکیٹ
منظور احمد میو ایڈوکیٹ
ٹائیٹل و کمپوزنگ: محمد راشد خرم
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

حکومت کی آئینی ذمہ داری	(اداریہ)	4
ڈاکٹر طیبہ پر ایک نظر	(مولانا سعید حسن یوسفی)	6
دولت ایمانی	(حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی)	9
علمائے دیوبند اور تردید قادیانیت	(مولانا مرغوب الرحمٰن)	14
چہرہ کا پردہ	(مولانا سعید احمد جلالپوری)	18
دعا کی ضرورت و اہمیت	(مفتی احمد عبدالمجیب نوری)	20
ذکر علی اللہ	(محمد شعیب گنگوہی)	24
میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟	(مرسلہ: عبدالغنی فاروقی)	26

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۴۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۱۰۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک ۱۰۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۷۵ روپے، سالانہ: ۵۰۰ روپے

ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 ... 2-927 الائیڈ بینک ... کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری | طابع: سید شاہد حسن | مطبع: القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکومت کی آئینی ذمہ داری

موجودہ حالات میں قادیانیوں کی کوشش ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ قادیانی دل سے اس بات کے خواہاں ہیں اور اسے عملی شکل دینے کے لئے کوششوں میں مصروف ہیں کہ مسلمانوں پر عائد کئے گئے دہشت گردی کے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات سچ ثابت ہوجائیں‘ مدارس کو دہشت گردی کا اڈا ثابت کردیا جائے‘ مسلم تنظیموں پر پابندی عائد ہوجائے اور انہیں کھل کھیلنے اور دنیا کو اسلام کے نام پر گمراہ کرنے کا موقع مل جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ تمام حربے استعمال کررہے ہیں۔ ان اوچھے ہتھکنڈوں کے استعمال کے ذریعہ وہ اپنی غلط سوچ کو دنیا کے سامنے درست ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اپنے باطل عقائد ونظریات کی ترویج واشاعت کی کھلی چھٹی چاہتے ہیں۔

لیکن نتیجہ اس کے قطعی برعکس نکل رہا ہے۔ قادیانیت ایک گالی بن چکی ہے۔ قادیانیوں کے باطل عقائد ونظریات پر اب کوئی تھوکنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتا۔ قادیانی سرگرمیاں محدود ہوتی چلی جارہی ہیں۔ دنیا قادیانیت کو اسلام باور کرنے سے انکار کرچکی ہے‘ بلکہ اسے ایک اسلام دشمن تحریک خیال کرتی ہے۔ کرپشن کے الزامات میں سرکردہ قادیانیوں کی گرفتاری اور ان سے ملک کو پہنچنے والے کروڑوں روپے ماہانہ کے نقصانات کی خبریں اخبارات میں شائع ہوچکی ہیں۔ قادیانیوں کے دہشت گردی میں ملوث ہونے کے ثبوت آئے دن اخبارات ورسائل میں شائع ہورہے ہیں۔ قادیانیوں کی دہشت گردی کے آلات اور ناجائز اسلحہ سمیت گرفتاری کے واقعات عام ہوچکے ہیں۔ اسلام دشمن ممالک کی خفیہ ایجنسیوں سے قادیانیوں کے روابط کا پردہ چاک ہوچکا ہے۔ گرفتار ہونے والے قادیانی‘ اسلام دشمن ممالک کے ایجنٹ ہونے کا اعتراف کرچکے ہیں۔

اس صورتحال میں قادیانی جماعت کا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے‘ اور یہ ظاہر ہے کہ چاند پر تھوکا منہ پر آتا ہے۔ میڈیا کے ذریعہ اسلام کو بدنام کرنے کی کوششیں قادیانیوں کو ان کے آقاؤں سے ورثے میں ملی ہیں۔ قادیانیوں کے دہشت گردوں سے روابط کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ یہ ٹولہ شروع ہی سے اسلام اور ملک کا غدار رہا ہے۔ مسلمانوں کو اس ٹولہ کی وجہ سے ہمیشہ نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ دہشت گردوں نے مسلمانوں کے خاتمے کی سازش میں قادیانیوں کو اہم ترین مہرے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ امریکی حکومت کی انسانی حقوق کے حوالے سے جاری ہونے والی تمام رپورٹوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال ہونے والے غلط اور بے بنیاد ریمارکس کی مکمل ذمہ داری بھی قادیانیوں پر عائد ہوتی ہے‘ کیونکہ قادیانیوں کے بدنام زمانہ نمائندوں اور وکلاء نے امریکی حکومت کے کارپردازوں سے مل کر انہیں اسلام‘ مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف بے جا الزامات عائد کرنے پر اکسایا ہے۔

قادیانیوں کی سرگرمیوں کو لگام دینا جہاں مسلم عوام‘ علمائے کرام اور دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے وہاں حکومت پر ان سب سے بڑھ کر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اسلام دشمن قادیانی ٹولے کی سرگرمیوں کا مکمل سدباب کرے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ کسی قیمت پر قادیانیوں کو اسلام اور مسلمانوں کے

خلاف زہر اگلنے کی اجازت نہ دے‘ انہیں ملک کے خلاف غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈے سے روکے‘ پاکستانی سفارت خانے امریکا‘ برطانیہ‘ کینیڈا‘ جرمنی اور دیگر ممالک میں قادیانیوں کی پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹی رپورٹوں اور ان کی بنیاد پر سیاسی پناہ کی کوششوں کا سفارتی سطح پر سد باب کریں اور ان ممالک کی حکومتوں پر اصل صورتحال واضح کریں‘ حکومت قادیانیوں کی جانب سے دہشت گردوں کی سرپرستی کرنے اور بذات خود دہشت گردی میں ملوث ہونے کا قلع قمع کرے‘ جن قادیانیوں نے دہشت گردی کا ارتکاب کیا ہے انہیں عبرتناک سزائیں دے‘ میڈیا کے ذریعہ قادیانیوں کی اسلام‘ مسلمانوں اور وطن عزیز کے خلاف ہرزہ سرائی کا منہ توڑ جواب دے اور دنیا کے سامنے قادیانیوں کے مکروہ چہرے سے نقاب کشائی کرکے انہیں اسلام‘ پاکستان اور مسلمانوں کے خلاف غلط رپورٹوں کی ترویج واشاعت سے روکے۔ حکومت پاکستان کو اپنی اس آئینی وقانونی ذمہ داری اور اپنے اوپر عائد ہونے والے اس آئینی فریضہ کو ادا کرنا چاہئے اور اس کی انجام دہی کے سلسلے میں کوئی رو رعایت نہیں کرنی چاہئے۔

شہدائے ختم نبوت کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے

یہ مئی کا مہینہ ہے۔ اس ماہ کے نصف آخر میں آج سے پانچ سال قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو شہید کیا اور گزشتہ سال جماعت کی مجلس شوریٰ کے رکن حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی کو شہید کیا گیا۔ ان حضرات کے حقیقی قاتلوں کی گرفتاری کے لئے غالباً انتظامیہ کبھی بھی سنجیدہ نہیں رہی‘ ورنہ یہ ناممکن ہے کہ قاتل شہر میں دندناتے پھریں اور حکومت انہیں گرفتار نہ کرسکے۔ یہ قاتل نئے نہیں‘ یہ وہی قاتل ہیں جنہوں نے پہلے حضرت مولانا محمد حبیب اللہ مختار اور مفتی عبدالسمیع کو شہید کیا‘ بعد ازاں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لہو سے اپنے ہاتھ رنگے‘ پھر حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی ان کا نشانہ بنے‘ حتیٰ کہ گزشتہ سال ۹/اکتوبر کو حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی ان ظالموں کے ہاتھوں مرتبہ شہادت پر فائز ہوگئے۔

دہشت گردی کے یہ واقعات نہ عام دہشت گردی ہے اور نہ یہ قاتل عام دہشت گرد‘ ان کا انداز واردات‘ ان کی نشانہ بازی اور ان کی مہارت بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ عوام الناس نے کھلے بندوں یہ کہنا شروع کردیا ہے کہ یہ واقعات کسی صورت فرقہ واریت نہیں‘ بلکہ ایک خاص گروہ اپنے مفادات کے حصول کیلئے سامراج سے ساز باز کرکے علمائے کرام کا بالخصوص اور عام مسلمانوں کا بالعموم قتل عام کررہا ہے۔ مسلمانوں کے تمام طبقات آہستہ آہستہ اس گروہ کی مفاد پرستی سے آگاہ ہوکر ایک دوسرے کے قریب آرہے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ جلد ہی فرقہ واریت کے خاتمے اور دہشت گردی کی وارداتوں کو روکنے کیلئے یہ طبقات باہمی تعاون سے کوئی سبیل نکالنے میں کامیاب ہوجائیں۔

لیکن اس مفاد پرست گروہ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ تمام مکاتب فکر کو ایک دوسرے سے دور کردے اور انہیں باہم دست وگریبان کرکے خود لیلائے اقتدار کا مالک بن کر اس کی زلفوں سے کھیلتا رہے۔ شہدائے ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی‘ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی‘ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی رحمہم اللہ کی شہادت نے اس گروہ کے لیلائے اقتدار سے روابط کا پردہ چاک کردیا ہے اور انشاء اللہ اب وہ وقت دور نہیں جب اس اسلام دشمن گروہ کے تمام اراکین خود اپنے جرائم کا اعتراف کرتے نظر آئیں گے۔

حکومت کو اپنی صفوں میں چھپی ہوئی ان کالی بھیڑوں کا سراغ لگانا چاہئے جو اس اسلام دشمن گروہ کی سرپرستی کررہی ہیں اور ان کالی بھیڑوں کو اپنی صفوں سے نکال باہر کرنا چاہئے۔ اس موقع پر ہم حکومت سے ایک مرتبہ پھر یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ شہدائے ختم نبوت کے حقیقی قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دی جائے اور انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں‘ نیز ان سے قبل اور بعد میں شہید ہونے والے علمائے کرام کے قاتلوں کو بھی کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

شمائل طیبہ پر ایک نظر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل حمیدہ سونے وجاگنے میں:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول رات آرام فرماتے' اور نصف آخر کے اول حصہ میں اٹھ جاتے۔

☆...... شروع رات جب کسی قدر گہری نیند ہوتی' سیدھی کروٹ اس طرح سوتے کہ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر سیدھا رخسار رکھ لیتے' اور تین مرتبہ یہ الفاظ ارشاد فرماتے: "رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک۔"

☆...... کسی شخص کو پیٹ کے بل اوندھا لیٹا ہوا یا سوتا ہوا دیکھتے' تو بہت ناراض ہوتے اور پاؤں سے اس کو اٹھا دیتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی چھال بھرے ہوئے چمڑے کے گدے' چٹائی' ٹاٹ' بان کی بنی ہوئی چارپائی' صرف چمڑے' سیاہ کپڑے اور کبھی زمین پر آرام فرمایا کرتے تھے۔

☆...... جس ٹاٹ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے' اس کو صرف دو تہہ کر کے بچھانے کا حکم دیتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی چت لیٹتے اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر آرام فرماتے' مگر اس طرح کہ ستر نہیں کھلتا۔ اگر ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو ایسے لیٹنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔

☆...... عشاء سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں سوتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایسے گھر میں آرام نہیں فرماتے جس میں چراغ نہ جلایا گیا ہو۔

☆...... اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بحالت جنابت آرام فرمانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے ناپاک جگہ کو دھو لیتے اور پھر وضو کر کے سو رہتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام

مرسلہ: مولانا سعد حسن یوسفی

طور سے سونے سے پہلے وضو کر کے سونے کے عادی تھے۔

☆...... اگر رات کے کسی حصہ میں آنکھ کھلتی تو قضائے حاجت کے بعد صرف چہرے اور ہاتھوں کو دھو کر سوتے۔

سونے سے پہلے دوسرے کپڑے کی تہبند باندھتے اور کرتا اتار کر ٹانگ دیتے اور پھر آرام فرماتے۔

☆...... رات کو جناب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تو چارپائی کے نیچے ایک لکڑی کی حاجتی رکھی رہتی' رات کو جاگتے تو اس میں پیشاب کرتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے ایک سرمہ دانی رکھی رہتی۔ ہر رات سوتے وقت سرمہ لگاتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ رنگ کی سرمہ دانی رکھا کرتے تھے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے تو ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ سلائی لگاتے اور کبھی ہر آنکھ میں دو دو مرتبہ لگاتے' اور آخری ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگا لیتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اپنے اہل بیت سے کچھ ادھر ادھر کی باتیں کیا کرتے' کبھی گھر کے متعلق اور کبھی عام مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں۔

☆...... ہر رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ تکیہ پر سر رکھنے کے بعد قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں پھونک لیتے' پھر ان کو کھول کر پورے بدن مبارک پر جہاں تک ہاتھ جاتا' پھیر لیتے' اور ہاتھوں کو سر اور چہرے سے نیچے کی جانب پھیرنا شروع کرتے' اس طرح تین مرتبہ کرتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوتے تو یہ الفاظ ارشاد فرماتے: "الحمد للہ

"الذی احینا بعد ما اماتنا و الیہ النشور۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عاداتِ طیبہ پینے میں:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی چوس کر بغیر آواز کے نوش فرماتے۔ غٹ غٹ کر کے آواز سے کبھی نہیں پیتے تھے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میٹھے پانی کا بہت شوق تھا۔ دور دور سے یعنی دو روز تک کی مسافت سے منگا کر نوش فرماتے تھے۔

☆...... ازواج مطہرات میں چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خصوصی اُنس تھا' اس لئے عادتِ طیبہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس برتن سے اور جس رُخ سے پانی پیتیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے لب مبارک اسی جگہ لگا کر پانی نوش جان فرماتے۔

☆...... پینے کی چیزوں میں دودھ طبیعت پاک کو سب سے زیادہ مرغوب تھا۔

☆...... دودھ کبھی تنہا استعمال فرماتے اور کبھی ٹھنڈا پانی ملا کر نوش جان فرماتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مشک یا ڈول سے منہ لگا کر پانی پی لیا کرتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پینے کی چیز کسی مجلس میں تقسیم کراتے تو حکم دیتے کہ پہلے عمر میں بڑے لوگوں سے دور شروع کیا جائے۔

☆...... جب مجلس میں کسی پینے کی چیز کا دور چل رہا ہوتا اور بار بار پیالہ آرہا ہوتا تو دوسرا پیالہ آنے پر اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ سے شروع کراتے جہاں پہلا دور ختم ہوا تھا۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے احباب کو کوئی چیز پلاتے تو آپؐ خود سب سے آخر میں نوشِ جان فرماتے اور فرماتے کہ ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔

☆...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عام استعمال گاہوں مثلاً نہروں' ندیوں یا تالابوں سے پانی منگا کر نوش فرمایا کرتے تھے تاکہ عام مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت حاصل فرمائیں۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کانچ' مٹی' تانبے اور لکڑی کے برتنوں میں پانی نوش فرمایا ہے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جو کے ستو استعمال فرماتے۔

☆...... ایک مرتبہ خدمت عالی میں بادام کے ستو پیش ہوئے تو آپؐ نے ان کو پینے سے انکار فرمایا اور فرمایا کہ یہ امراء کی غذا ہے۔

☆...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہد ملا ہوا دودھ نوش نہیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ: ''دو سالن ایک برتن میں'' یعنی یہ اسراف کیسا؟

☆...... آپؐ پانی بیٹھ کر تین سانس میں اس طرح نوش فرماتے کہ ہر دفعہ برتن سے منہ مبارک لگاتے وقت بسم اللہ کہتے اور جب برتن کو منہ سے ہٹاتے تو ''الحمد للہ'' فرماتے' آخر مرتبہ الحمد للہ کے ساتھ ''والشکر للہ'' بھی بڑھا دیتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوقِ سلیم لباس کے بارے میں:

☆...... تمام لباسوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتہ زیادہ پسند فرماتے۔

☆...... کرتے کی آستین نہ اتنی تنگ رکھتے اور نہ اتنی کشادہ' بلکہ درمیانی ہوتی اور آستین ہاتھ کے گٹے تک رکھتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کا گریبان سینہ پر ہوتا تھا۔

☆...... کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کرتے کا گریبان کھول لیا کرتے اور سینہ اطہر صاف نظر آتا' اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔

☆...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قمیص زیب تن فرماتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر الٹا ہاتھ الٹی آستین میں۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ کبھی نہیں پہنا' بلکہ ہمیشہ تہبند باندھا ہے۔ البتہ پاجامہ پہننے کے لئے خریدا ہے اور اپنے احباب کو پہنتے دیکھا ہے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہبند نصف پنڈلی تک ہمیشہ اونچا رکھتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچا ہوتا تھا۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوڑھنے کی چادر کی لمبائی چار گز اور چوڑائی میں دو گز ایک بالشت ہوتی تھی۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی چادر کو اس طرح اوڑھتے کہ چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر الٹے کاندھے پر ڈال لیتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہننے کے کپڑوں میں سے مثلاً کرتہ' تہبند' چادر یا جوتا وغیرہ ان میں سے کسی کا فاضل جوڑا بنا کر نہیں رکھا۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے۔

☆...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس تو محبوب تھا ہی' مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت پاک کو بہت زیادہ پسند تھا۔

☆...... خالص و گہرا سرخ رنگ طبیعت پاک کو بہت زیادہ ناپسند تھا۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس زیب تن فرماتے' تو کپڑے کا نام لے کر خدا تعالیٰ کا شکران الفاظ میں ادا فرماتے: اللھم لک الحمد کما کسوتنیہ اسئلک خیرہ و خیرہ ماصنع لہ و اعوذبک من شرہ و شر ما صنع لہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تھے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ تقریباً سات گز کا ہوتا تھا۔

☆...... آپ عمامہ باندھتے تو شملہ ضرور چھوڑتے اور کبھی عمامہ کا ایک پیچ ٹھوڑی کے نیچے گردن پر لے لیتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان پیچھے کی جانب چھوٹا ہوتا۔

☆...... عمامہ باندھنے کے ختم پر اس کا آخری پلو بجائے آگے کے پیچھے رخ میں اڑس لیتے۔

آفتاب کی تپش کی وجہ سے کبھی عمامہ کا شملہ سر مبارک پر ڈال لیا کرتے۔

☆...... عمامہ کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی ضرور اوڑھا کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وطن میں سر سے چپٹی ہوئی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی ٹوپی اٹھی ہوئی باڑ دار ہوتی تھی' جس کو کبھی نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے رکھ لیا کرتے (گویا اس سے سترہ کا کام لیتے)۔

☆...... آپ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی کاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی پہنتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی سیدھے اور الٹے دونوں ہاتھوں کو چھنگلیوں میں پہنی ہے۔

☆...... آپ نے انگوٹھی کا نگینہ کبھی چاندی کا رکھا اور کبھی حبشی پتھر کا۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ تھی کہ انگوٹھی کا نگینہ بجائے اوپر کی جانب کے ہاتھ کے اندر کی ہتھیلی کی طرف رکھتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی پر تین سطروں میں "محمد رسول اللہ" کھدا ہوا تھا' محمد ایک سطر میں' رسول دوسری سطر میں اور اللہ تیسری سطر میں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپل نما یا کھڑاؤں نما جوتا پہنا کرتے تھے۔

☆...... جوتا پہنتے تو پہلے سیدھا پاؤں سیدھے جوتے میں ڈالتے پھر الٹا پاؤں الٹے جوتے میں۔ اور جوتا اتارتے وقت پہلے الٹا پاؤں جوتے میں سے نکالتے اور پھر سیدھا۔

☆...... جوتا کبھی کھڑے ہو کر پہنتے اور کبھی بیٹھ کر پہنتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا اٹھاتے' تو الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی سے اٹھاتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے میں دو تسمے رکھتے' ایک تسمہ انگوٹھے اور اس کے برابر والی انگلی میں رہتا اور دوسرا چھنگلیا اور اس کے برابر والی انگلی میں۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا ایک بالشت دو انگل لمبا تھا۔ تلوے کے پاس سات انگل چوڑا اور دونوں تسموں کے درمیان پنجے پر سے دو انگل فاصلہ ہوتا تھا۔ /

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ ختم نبوت میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے سدباب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عظیم جدوجہد میں عملی شرکت کرکے دارین کی سعادت کے حق دار بنئے۔

دولت ایمانی

مسلمان کی زبان پر یہ دو جملے بڑے ثقیل ہیں' ایک تو یہ کہ ہم بڑے گناہگار ہیں اور دوسرے یہ کہ ہم دنیادار ہیں۔ یہ جملے صاحب ایمان کے لئے بہت ہی نامناسب ہیں۔ تم صاحب ایمان ہو' تمہارا اللہ تبارک وتعالیٰ سے براہ راست تعلق ہے' تم وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لائے ہو' تم اس ذات صمدیت پر ایمان لائے ہو' جس نے تمہارے لئے تمام ضابطہ حیات و ممات مرتب فرمادیا ہے' اپنے فضل وکرم سے ایک ایک بات تمہیں بتادی ہے' جو تمہاری دنیا میں بھی کام کی ہے اور آخرت میں بھی۔ تمہارے پاس بہت بڑا سرمایہ ہے' مال ودولت میں تم سے بڑا سرمایہ دار کوئی نہیں۔ دیکھئے سرمائے مختلف قسم کے ہیں۔ صاحب منصب ہیں' وزارت ہے' صدارت ہے' یہ سرمایہ ہے مال ودولت اور روپیہ پیسہ کا' جو صاحب علم ہیں' ان کے پاس علم کا سرمایہ ہے' الغرض سرمائے مختلف قسم کے ہیں' لیکن سب سے گراں قدر سرمایہ جس سے بڑا سرمایہ عالم امکان میں نہیں' وہ صاحب ایمان کے پاس ایمان کا سرمایہ ہے' اس کے آگے سارے سرمائے ہیچ ہیں' حقیر اور ناقص ہیں۔ آنکھ بند ہوتے ہی سارے سرمائے یہیں رکھے رہ جاتے ہیں' بس یہی ایمان کا سرمایہ ایسا ہے جو دنیا میں بھی کام آتا ہے اور آخرت میں بھی' قدر کرو اپنے ایمان کی اور حفاظت کرو اس سرمایہ ایمان کی' یہ کہنا کہ ہم بڑے گناہگار ہیں' ہم بڑے دنیادار ہیں' یہ الفاظ بڑے ہی ناقدری کے ہیں' بلکہ گستاخانہ ہیں۔ ایسا نہ کہو۔ تم صاحب ایمان ہو اور جس پر ایمان لائے ہو اس نے اپنی شان کریمی اور شان رحیمی سے' اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہر مومن کا گناہ معاف فرمادینے کا وعدہ فرمالیا ہے۔ صاحب ایمان کے لئے ہر وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ جس غفور الرحیم اور خداوند کریم پر تم ایمان لائے ہو' جس سے تمہارا براہ راست تعلق ہے' ذرا اس کے ارشاد کریمانہ ورحیمانہ پر غور تو کرو' وہ اپنے بندوں سے کن الفاظ میں خطاب فرماتے ہیں:

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی

"اے میرے وہ بندو! جنہوں نے
اپنی جانوں پر زیادتیاں کیں' تم اللہ تعالیٰ کی
رحمت سے ناامید مت ہو' بالیقین اللہ تعالیٰ
تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا' واقعی وہ
بڑا بخشنے والا' بڑی رحمت کرنے والا ہے۔"

اس اعلان مغفرت و رحمت کے ہوتے ہوئے تم کیسے ناامید ہو سکتے ہو؟ اب رہا نفسانی اور شیطانی وساوس کا آنا' لغزشیں ہو جانا اور گناہوں کا صدور ہو جانا' یہ بھی ہماری بشریت ہے' لیکن صاحب ایمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی حفاظت کا سامان عطا فرمادیا کہ چاہے تم سے کچھ بھی ہو جائے' لغزش ہو جائے' گناہ ہو جائے' آنکھ بہک جائے' دل بہک جائے' زبان بہک جائے' عمل خراب ہو جائیں' تم صاحب ایمان ہو' ایک نہ ایک دن ضرور احساس ہوگا اور پچھتاؤ گے کہ یہ بات ناحق کی' بہت برا کیا' یہ گناہ ہوگیا' یہ غلطی ہوگئی' جس دن یہ ندامت قلب پیدا ہوئی اور آنکھوں سے ندامت کے چند آنسو ٹپک پڑے تو سمجھ لو کہ وہ غلطی معاف ہوگئی' وہ گناہ مٹ گیا' ندامت کے آنسوؤں نے اعمال نامہ سے بداعمالی کی سیاہی کو دھو دیا۔

اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر ایسا احسان عظیم ہے کہ ایمان کی سلامتی کے لئے اور اس کے تحفظ کے لئے استغفار کا تحفہ عطا فرما رکھا ہے۔ ارے جو کچھ بھی ہو چکا ہے' اس پر استغفار کرلو' توبہ کرلو' یہ ہر ایک سے کیوں کہتے پھرتے ہو کہ ہم گناہ گار ہیں' جب تدبیر موجود ہے' تدارک موجود ہے' تو پھر کیوں اپنی گناہگاری کا اعلان کرتے ہو؟ اس اعلان سے کیا فائدہ؟ ارے جس کا گناہ کیا ہے' اسی سے ندامت اور شرمندگی کے ساتھ کہو کہ: "یا اللہ! ہم سے فلاں گناہ ہوگیا' معاف فرمادیجئے۔" معافی ہو جائے گی۔ دوسروں سے ناپاکی کا اظہار کرنا کوئی اچھی بات ہے؟ یہ بھی کوئی فیشن ہے؟ یا تواضع ہے؟ کہ ہر ایک سے کہا جائے کہ ہم بڑے گناہگار ہیں۔ اچھا

اگر تم گناہگار ہو تو کس کام کے ہو؟ گندہ آدمی کسی کام کا نہیں ہوتا' اس کی کوئی وقعت اور عزت نہیں' تم نے یہ کیا محاورہ اختیار کر رکھا ہے کہ ہم بڑے گناہگار ہیں؟ بھائی! اگر گناہگار ہو' تو توبہ و استغفار کیوں نہیں کر لیتے؟ کون سی چیز مانع ہے؟ رات کو سونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کر کے اس پر شکر ادا کیا کرو اور اپنی دن بھر کی تقصیرات کا جائزہ لو' جہاں جہاں دل بہکا' زبان بہکی' ان پر استغفار کر لو' پاک صاف ہو جاؤ گے' پھر ایمان کی تجدید کر لو اور پڑھو: "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمد رسول اللّٰہ۔ استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ"

بس پاک ہو گئے۔ جب اتنا سہل نسخہ پاکی کا موجود ہے تو اپنے اس اعلان سے کہ: "ہم بڑے گناہگار ہیں" کیا فائدہ؟ یہ بڑی ناشکری کی بات ہے۔ اگر اسی پر پکڑ لئے گئے کہ کہتے پھرتے ہو کہ: "ہم بڑے گناہگار ہیں" اور توبہ استغفار نہیں کرتے تو یقیناً سزا ملے گی' سزا سے چھوٹ نہیں سکتے۔

تو عافیت اسی میں ہے کہ گناہ ہو جائے تو توبہ کرو' پھر گناہ ہو جائے' پھر توبہ کرو' پھر گناہ ہو جائے' پھر توبہ کرو' عمر بھر یہی کرتے رہو۔ ارے توبہ استغفار میں بڑی قوت ہے' اس کی عادت ڈال کر تو دیکھو' گناہوں سے خود بخود نفرت ہو جائے گی۔ اگر اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چاہتے ہو اور اپنے ایمان کا تحفظ چاہتے ہو تو کثرت سے استغفار کیا کرو اور اپنے ایمان پر شکر ادا کیا کرو کہ: "یا اللہ! آپ نے اپنی کروڑوں مخلوق میں سے ہم کو منتخب فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا دیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنا کر ہمیں بڑی پشت پناہی عطا فرما دی ہے' یا اللہ! ہم بڑے خوش نصیب ہیں' اللّٰھم لک الحمد و لک الشکر' یا اللہ! ماحول اور معاشرہ ایسا ہے کہ نفس بہک جاتا ہے' شیطان بہکا دیتا ہے' کیا کریں؟" اس پر کہو: "ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا" (البقرہ:۲۸۶) اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام عطا فرما دیا ہے' اس میں تمہارے لئے پناہ ہے' اس کا ورد کرو۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے' انشاء اللہ اس کا سود بھی بنا دیں گے۔

بھائی! ناپاکی تو ہماری فطرت کے اندر ہے' دیکھئے! ہم جسمانی طور پر پچاس دفعہ ناپاک ہوتے ہیں' پھر پاک ہو جاتے ہیں' کپڑے پاک کر لیتے ہیں' غسل کر لیتے ہیں' وضو کر لیتے ہیں' پاک ہو جاتے ہیں' اسی طرح باطن کی پاکی ہے' جب لغزش ہو جائے عمداً یا سہواً تو بارگاہ الٰہی میں گردن جھکا دو' ندامت قلب کے ساتھ "استغفر اللہ استغفر اللہ" کہہ لو' پاک ہو گئے۔ کاہے کے لئے کہتے ہو کہ ہم گناہ گار ہیں؟ خبردار! یہ کوئی اچھا محاورہ نہیں۔ اگر خدانخواستہ اسی اقرار پر موت آگئی تو واقعی تمہیں سزا ملے گی کہ تم گناہگار گئے ہو اور توبہ و استغفار بھی نہیں کی۔

اس میں شک نہیں کہ ہم لوگ آج کل ایسے ماحول اور معاشرہ میں ہیں کہ گناہوں کا صدور عام ہو رہا ہے' ہم گناہوں سے مانوس ہوتے جا رہے ہیں' گناہوں سے مانوس ہوتے جانا بھی ایک لعنت ہے۔ جذبہ ایمانی کو بیدار رکھنے کے لئے اور قوت ایمانیہ کو بیدار رکھنے کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کر کے کثرت سے شکر ادا کریں' کثرت سے استغفار کریں اور کثرت سے درود شریف پڑھیں۔ اس کا ورد بنا لو' رفتہ رفتہ گناہ کے تقاضے ختم ہو جائیں گے۔

کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں صیغے استغفار کے تعلیم و تلقین فرمائے ہیں کہ تم ناامید مت ہو' تم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو' ہمارے بندے ہو' ہم پر ایمان لائے ہو' ایمان والوں کو کتنی محبت اور پیار سے مخاطب فرمایا' ارے اس کا حق تو ادا کرو' جس کی ترکیب میں نے آپ کو بتا دی' توبہ و استغفار کرو' پاک صاف ہو جاؤ گے۔

افسوس یہ ہے اور یہ ہماری شامت اعمال ہے کہ ہم گناہوں کو دیکھتے ہی نہیں' بلکہ گناہوں سے مانوس بھی ہوتے جاتے ہیں' گناہ کرتے بھی جاتے ہیں' لیکن توبہ استغفار نہیں کرتے' ندامت نہیں ہوتی' شرمندگی نہیں ہوتی' اوپر سے کہتے ہیں کہ: "ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں؟" استغفر اللہ! ارے تقویٰ تو جان ہے ایمان کی' جب تم کہتے ہو کہ ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ تم اپنا ایمان خود ضعیف کر رہے ہو' اپنے ایمان کی قوتوں کو خود کمزور بنا رہے ہو' ایمان کو قوی بنانے کی بجائے اس کو کمزور اور بے جان بناتے جا رہے ہو' گناہوں سے مایوسی میں بڑھتے جاتے ہو' کبھی دل میں ملامت پیدا نہیں ہوتی' کبھی اپنی بدحالی کا خیال بھی نہیں آتا اور کہتے ہو: "ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں؟" اچھا متقی نہ سہی' تو غیر متقی کا انجام جانتے ہو کیا ہے؟ جہنم ہے' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' راضی ہو اس میں جانے کے لئے؟ اگر تم متقی بننا نہیں چاہتے اور گناہوں ہی سے مانوس رہنا چاہتے ہو اور یہی کہتے رہے کہ ہمارے بس کی بات نہیں کہ ہم بچ سکیں' تو گویا تم اس پر راضی ہو کہ اس کی سزا تم کو دنیا میں بھی دی جائے اور آخرت میں بھی دی جائے' اگر اسی پر راضی ہو گئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان ہی کا خاتمہ

ہو جائے گا اور تمہارے پاس ایمان ہی نہ رہے گا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بھائی! سمجھ لو کہ آج کل ایمان کی حفاظت بہت ضروری ہے' اللہ تعالیٰ کا قانون ہے: عمل اور ردعمل' ویسا ہی ہوگا' یقین جانو! یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور یہ کبھی نہیں بدلے گا' مگر اس قانون کے اندر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں وابستہ ہیں ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کی قہاری و جباری سے ڈر کر اپنی بداعمالیوں سے توبہ استغفار کر لی' جس پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ معاف فرما دے گا لیکن عمل اور ردعمل کے قانون ہی کا یہ مظاہرہ ہے کہ جو آج کل ہمارے گھر' گھر میں پریشانیوں' بیماریوں' دشواریوں' تشویش اور مشکلات کا سامنا ہے' کون سا گھر ہے جو اس سے خالی ہے؟ دفاتر میں جا کر دیکھئے ایک ہنگامہ برپا ہے' کوئی محکمہ لے لیجئے' ادارے ہوں' تعلیم گاہیں ہوں' جو کچھ بھی ہوں' ہر جگہ لاقانونیت' خدا کے احکام کی خلاف ورزی' تصاویر کی کثرت' گانے بجانے کی کثرت ہوتی چلی جارہی ہے' ریڈیو چل رہا ہے' ٹیلی ویژن چل رہا ہے' ناچ گانے ہو رہے ہیں اور نہ جانے کیا کیا خرافات ہو رہی ہیں' اخبارات اس کے شاہد ہیں' کیسے کیسے گناہ رائج الوقت ہوتے جا رہے ہیں' پھر تقریبات میں بھی رسومات ہو رہی ہیں' بدعات ہو رہی ہیں' چاہے خوشی کی تقریبات ہوں یا غمی کی' بدعات اور غیر شرعی رسومات کا دن بدن زور بڑھ رہا ہے' لباس اور پوشاک کو دیکھئے تو برہنہ و عریاں لباسوں میں عورتیں بازاروں میں نکل رہی ہیں' عورت کا برہنہ سر اور عریانی کے ساتھ بے شرمی اور بے غیرتی سے باہر نکلنا سخت ترین گناہ ہے' خدا کی لعنت ہے ایسی عورتوں پر' اب یہ سب ہو رہا ہے' پھر کہتے ہیں کہ گھر' گھر پریشانی ہے' بدمزگی ہے' رشتے نہیں آتے' زن و شوہر میں نہیں بنتی' لڑکے نافرمان ہو رہے ہیں' تجارتوں میں گھاٹے ہو رہے ہیں' فلاں نقصان ہو گیا' فلاں جگہ آگ لگ گئی' فلاں جگہ یہ حادثہ' یہ سانحہ ہو گیا' یہ سب واقعات ہو رہے ہیں' روز سنتے ہیں' روز دیکھتے ہیں' یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ وہی عمل اور ردعمل کے قانون الٰہی کا مظاہرہ ہے' جیسا عمل ہو رہا ہے' ویسا ہی اس کا ردعمل ہو رہا ہے۔

ہم نے کفار' مشرکین' ضالین اور مغضوبین کے اعمال کو اختیار کر لیا ہے اور جس طرح وہ اپنی حالت پر مطمئن ہیں کہ بڑے بڑے خبیث اور ناپاک گناہ کرتے ہیں اور ان گناہوں سے مانوس ہیں' ان کو کوئی ندامت نہیں ہوتی' ہماری بدقسمتی و محرومی ہے کہ ہم بھی اب انہی کی نقل کرنے لگے ہیں' جن کے قلوب جانوروں سے بدتر' گندے اور ناپاک ہیں' ان کی پیروی کر کے ہم مطمئن ہیں کہ مہذب دنیا والوں کی نقل کر رہے ہیں' ہم بھی یہی کر رہے ہیں' تو بھائی کرو' کفار و مشرکین کے لئے تو جہنم مقدر ہو چکی ہے' وہ اپنی زندگی پر مطمئن ہیں مگر ان کے لئے کوئی تدارک نہیں' کوئی ان کے لئے راہ نجات نہیں' اپنی غفلت زدہ زندگی میں مدہوش ہیں' لیکن صاحب ایمان کے لئے تو یہ معاملہ نہیں' جو صاحب ایمان ہے' اس کے دل میں گناہ کے بعد ضرور خلش پیدا ہوتی ہے' اگر اس نے اس خلش سے کام لیا اور ندامت قلب کے ساتھ توبہ و استغفار کیا تو انشاء اللہ اس کی نجات ہو جائے گی۔ کفار و مشرکین اس سے محروم کر دیئے گئے ہیں' ان کو اپنے احوال پر نہ ندامت ہے' نہ شرمندگی' وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا انداز زندگی ہی یہ ہے' ہم کو زندگی بھر یہی کرنا ہے' لیکن مسلمان کا تو یہ معاملہ نہیں' اگرچہ اس وقت ہماری یہ حالت ہے کہ وہ کون سا گناہ ہے جس کو ہم نے چھوڑ رکھا ہے؟ اور وہ کون سی حرکت ہے؟ جو ہم نے چھوڑ رکھی ہے جس کی بدولت گزشتہ قومیں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئیں' ذرا ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہم کس انداز سے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں؟ کبائر میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں' جو حیا اور غیرت کے خلاف ہیں' اسلامی وقار کے خلاف ہیں' شرافت نفس کے خلاف ہیں' جس کے نتیجے میں دنیا ہمارے لئے جہنم بن گئی ہے' کہیں عافیت کا نام نہیں' یہ پریشانیاں' یہ بدحواسیاں' یہ بیماریاں' یہ سانحات و حادثات ہیں کہ الامان والحفیظ۔

مگر مسلمان کے لئے پھر بھی ایک سہارا ہے اور ایک راستہ کھلا ہوا ہے' اور وہ دروازہ ہے رجوع الی اللہ۔ جس خدا کو تم نے ناراض کر رکھا ہے اور جس کو ناراض کرنے کی وجہ سے تم نے اپنے اوپر یہ وبال ڈال رکھا ہے اور جس کو ناراض رکھو گے تو یہ وبال تم سے ہرگز نہ ٹلے گا' (اس کو راضی کر لو' اس کی خوشنودی حاصل کر لو اور) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور ان کا غضب ٹھنڈا ہوتا ہے ان سے رجوع کرنے سے' ندامت اور توبہ استغفار کرنے سے' مسلمان کیلئے راستہ کھلا ہوا ہے۔

مگر یہ انتہائی غفلت ہے کہ ہم گناہوں کو نہیں چھوڑتے' گانا بجانا' ریڈیو' ٹیلی ویژن' راگ رنگ' تصاویر' بے حجابی' بے غیرتی رائج الوقت ہو گئی ہے۔ ان کا وبال تو ہم پر ضرور ہونا ہے' یقیناً ہوگا اور ہمیشہ ہوگا' یہ خدا کا قانون ہے' اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

خوب سمجھ لیجئے! جب تک نافرمانی کرتے رہوگے فسق و فجور میں پڑے رہوگے اور توبہ استغفار نہیں کروگے اس کا ردعمل ضرور ہوگا جس کو بھگتنا پڑے گا۔ چاہے جتنے وظیفے پڑھو چاہے جتنی دعائیں بزرگوں سے کراؤ چاہے جتنے عملیات کرو یہ وبال دور نہیں ہوگا۔ جب تک کہ تم ان گناہوں کو ترک نہ کروگے اور قلب میں ندامت پیدا نہ کروگے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تلافی نہیں ہوگی۔

خیریت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو توبہ کرو استغفار کرو گناہوں کو چھوڑ دو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اللہ میاں نے خود فرمایا ہے کہ ہم سے مدد مانگو ہم تمہاری مدد کریں گے کاہے کے لئے مشرکانہ حرکتیں کرتے ہو؟ اور (خلاف شرع) تعویذ گنڈے اور عملیات کے چکر میں پڑتے ہو خبردار! عورتیں ہوں یا مرد خوب سن لیجئے! خدا کے سوا کسی دوسرے سے رجوع کرنا یہ ایک درجہ میں شرک ہے۔ ''ایاک نعبد و ایاک نستعین'' سے بڑا وظیفہ عالم امکان میں اور کوئی نہیں اگر چاہتے ہو کہ دنیا میں عافیت ملے چین و سکون نصیب ہو تو ندامت قلب کے ساتھ توبہ کرو استغفار کرو سب معاف ہو جائے گا۔

میں تو یہاں تک عرض کرتا ہوں کہ بہت سے ضعیف العقیدہ لوگ ہم میں اور آپ میں ایسے ہیں کہ فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور اس عادت کو نہیں چھوڑتے اپنی وضع قطع لباس و پوشاک کھانا پینا رہنا سہنا سب فاسقانہ و فاجرانہ ہے اور ساتھ میں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں بزرگوں سے دعائیں بھی لیں گے وظیفہ بھی پوچھ لیں گے لیکن اپنے فسق و فجور کو نہیں چھوڑیں گے۔ عمر بھر کرتے رہو عمر بھر پریشان رہوگے خدا کا قانون نہیں بدلے گا عمل اور ردعمل۔

بھائی! خدا کے لئے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ یہ جتنی پریشانیاں ہیں دشواریاں ہیں بیماریاں ہیں یہ سب رجوع الی اللہ سے دور ہو سکتی ہیں اللہ سے رجوع کرو توبہ و استغفار کرو بیٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ کے سامنے تنہائی میں اور کہو: ''یا اللہ! میں ایسے ماحول میں ہوں کہ چاروں طرف فسق و فجور ہے نافرمانیاں ہیں مردوں میں غیرت نہیں عورتوں میں شرم نہیں بے حیائی بے شرمی رائج الوقت ہو رہی ہے ہر جگہ کفار و مشرکین کے رسم و رواج جاری ہیں شیاطین اور ابلیس کام کر رہے ہیں یا اللہ! میں اسی ماحول میں ہوں میری مدد فرمایئے ایاک نعبد و ایاک نستعین یا اللہ! مجھے دنیا اور آخرت میں اپنے مواخذہ سے بچا لیجئے توبہ کرتا ہوں اقرار کرتا ہوں میں مجرم ہوں فاسق ہوں فاجر ہوں لیکن یا اللہ! آپ کے محبوب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں میں یہ نسبت اور سہارا رکھتا ہوں آپ کی مغفرت کا طالب ہوں میرے فسق و فجور کو چھڑا دیجئے میری نادانی ہے میری کمزوری ہے میں ایمان کا ضعیف ہوں میں فسق و فجور کا عادی ہو گیا ہوں مگر آپ قادر مطلق ہیں میری حالت بدل دیجئے ایمانی قوتیں بیدار کر دیجئے توبہ و استغفار کی توفیق عطا فرما دیجئے اور مجھ سے جتنے گناہ دانستہ یا نادانستہ ہوئے ہیں یا اللہ! محض اپنی رحمت سے سب معاف فرما دیجئے ایاک نعبد و ایاک نستعین۔''

اس عمل کو کر کے دیکھئے انشاء اللہ حالت بدلتی جائے گی ایمان میں قوت پیدا ہوگی۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ کی یہ سب فسق و فجور کی عادتیں چھوٹ جائیں گی اور آپ کو ایک پُر عافیت زندگی مل جائے گی پُر سکون زندگی مل جائے گی۔ اگر اطمینان قلب چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر کرو اور سب سے بڑا ذکر استغفار ہے اقرار کرو توحید کا: ''اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمد رسول اللّٰہ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔''

انشاء اللہ پاک ہو جاؤ گے صاف ہو جاؤ گے عمل کرتے رہو بگڑی ہوئی عادتیں رفتہ رفتہ درست ہو جائیں گی لیکن ندامت قلب شرط ہے اللہ میاں کے سامنے گردن جھکا کر بیٹھا تو کرو ذرا اللہ میاں سے پناہ تو مانگا کرو دشواریوں کو مشکلوں کو ماحول کے فسق و فجور کو سامنے لا کر توبہ و استغفار کرو پناہ مانگو کہ یا اللہ! ہم کیسے بچیں اس ماحول سے؟ چاروں طرف ظلمات ہی ظلمات ہیں گناہ علانیہ ہو رہے ہیں ہم اکیلے کیا کریں؟ ''لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین'' گھبرا کر پڑھو اس کو پانچ سات مرتبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ایک دفعہ ندامت قلب کے ساتھ رات کو سوتے وقت پڑھ لیا کرو انشاء اللہ پریشانیوں سے نجات مل جائے گی۔

کیوں وظیفے ڈھونڈتے پھرتے ہو؟ کیوں عاملوں کے پاس جاتے ہو؟ (خلاف شرع) تعویذ اور گنڈے لیتے ہو اپنا عقیدہ خراب کرتے ہو عورتیں اس میں بہت زیادہ مبتلا ہیں کہتی ہیں کہ گھر میں پریشانی ہے رشتہ نہیں آ رہا ہے زن و شوہر میں نہیں بن رہی یہ پریشانی ہے یہ قرضہ ہے ارے یہ تو ہوگا اور ضرور ہوگا کیونکہ تم نافرمانی کر رہی ہو اور پھر توبہ بھی نہیں کرتیں توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی گناہوں کو ترک کر کے توبہ کر کے دیکھو عافیت ملتی

ہے کہ نہیں ملتی' راحت ملتی ہے کہ نہیں ملتی' ضرور ملے گی' انشاء اللہ ضرور ملے گی۔

ایمان کے بعد سب سے بڑی قیمتی چیز جو ہے وہ عافیت ہے' اب کہاں ہے عافیت؟ قلوب بے چین ہیں' مضطرب ہیں' عورتوں کو بے غیرتی و بے حیائی کے ساتھ باہر نکال رہے ہیں' شوہر اور والدین بھی اس پر راضی ہیں۔ قرآن وحدیث میں جن لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرایا گیا ہے کہ جہنم میں ایسی عورتیں ہوں گی اور ایسے مرد ہوں گے' سود لینے والوں کو یہ عذاب ہوگا' چغلی کرنے والوں کو یہ عذاب ہوگا' زنا کرنے والوں کو یہ سزا ملے گی' وہ کہاں ہوگی؟ عذاب کا گھر تو جہنم ہی ہے' العیاذ باللہ تعالیٰ' اور پھر زنا کس چیز کا نام ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زنا ایک فعل فاجر ہی کا نام نہیں ہے' آنکھ کا بھی زنا ہے اگر شہوت سے دیکھا جائے' زبان کا بھی زنا ہے اگر ناجائز شہوانی باتیں کی جائیں' کانوں کا بھی زنا ہے' پیروں کا بھی زنا ہے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس تفصیل سے اعلان فرماتے ہیں تو بتاؤ آج کتنے اس سے محفوظ ہیں؟ جب برہنہ عریاں لباس میں عورتیں باہر بازاروں میں نکلیں گی تو کون سا ایسا متقی ہے جو بچ سکے گا؟ ذرا گردن جھکا کر دیکھو' اس زنا میں کتنے مبتلا ہیں' نتیجہ یہ ہے کہ خمیازہ بھگت رہے ہیں' غیبت کرو گے' مردار بھائی کا گوشت کھاؤ گے' تو جہنم تو یہیں پیدا ہو جاتی ہے۔ مسلمان کی بداعمالی کی سزا یہیں اسی دنیا میں ملنے لگتی ہے' اس زمانے میں جو مختلف قسم کی بیماریاں اور پریشانیاں عام ہو رہی ہیں یہ سب ہماری شامت اعمال ہے اور ہمارے گناہوں کی صورت مثالی ہیں۔

بھائی! ایک مختصر سی بات کہہ رہا ہوں' خدا کے لئے رائج الوقت چیزوں سے پرہیز کرو' اپنی آنکھوں کو بچاؤ' اپنی عورتوں کو بچاؤ' اپنی حیا کو قائم کرو' اپنی شرم وغیرت کو قائم کرو' اپنا خاندانی وقار قائم کرو' بے غیرتی اور عریانی' ابلیسی وشیطانی والی بات کوئی اچھی بات ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: حیا اور ایمان دونوں ایک چیز ہیں' حیا ڈھلی تو ایمان گیا' وہ عورت صحیح معنی میں عورت نہیں جس کی آنکھوں میں حیا نہیں ہے' وہ جانور ہے' انسان نہیں ہے' اس کو شرف انسانیت حاصل نہیں ہے' وہ اشرف المخلوقات میں داخل نہیں' افسوس کی بات ہے کہ ابتدا میں بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم نہیں دی جاتی' یہ بہت بڑا ظلم ہے' میں کہتا ہوں کہ ابتدا میں اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو کلام پاک تو پڑھوا دو' اللہ کا نور تو ان کے دل میں آجائے گا اور یہ نور ایسا مستحکم ہوتا ہے کہ زائل نہیں ہوتا' آگے چل کر چاہے وہ فسق وفجور میں مبتلا ہو جائیں' لیکن یہ نور غالب آ کر رہے گا' اپنے بچوں پر رحم کرو اور انہیں ابتدا میں قرآن شریف ضرور پڑھوایا کرو' ارے قرآن مجید کوئی معمولی چیز ہے؟ کلام اللہ تو اللہ کا نور ہے' جب لڑکے یا لڑکی نے بچپن میں قرآن مجید پڑھا تو اس کے رگ و پے میں پیوست ہو جاتا ہے' پھر یہی چیز اس کی حیا کی' غیرت کی' آبرو کی حفاظت کرتی ہے۔ بھائی! خدا کے لئے اپنی اولاد پر رحم کرو' ابتدا میں قرآن شریف ضرور پڑھاؤ' پھر آگے جو چاہے پڑھاؤ۔

بس اب دعا کرلو کہ اللہ تعالیٰ توفیق عمل نصیب فرمائیں: یا اللہ! اپنی توحید کے نور سے ہمارے دلوں کو منور کر دے' ہمارے ایمانی نقائص کو بیدار فرما دے تاکہ ہمیں گناہوں سے نفرت ہو جائے' یا اللہ! ہمارے ایمان کو قوی فرما دے تاکہ بے غیرتی' بے حیائی کی باتوں سے ہمیں نفرت ہو جائے۔ یا اللہ! ہم گناہوں سے مانوس ہوتے جا رہے ہیں' بس یہی سب سے بڑا وبال ہے جسے ہم دنیا میں بھی بھگت رہے ہیں اور آخرت میں بھی بھگتنا پڑے گا' یا اللہ! ہمیں اپنی ذات پاک کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمایئے تاکہ ہم بھی توبہ کرکے آپ کے فرمانبردار بندے بن جائیں۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی دینی حمیت

دسمبر ۱۹۶۵ء میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے فرمایا: ''چنیوٹو! میں بوڑھا ہو گیا ہوں' بال سفید ہو گئے ہیں آپ کو اللہ کا دین سناتے' لیکن آج یہ بات معلوم کرکے مجھے حد درجہ افسوس ہوا کہ آپ اپنی اولاد کو تعلیم کے حصول کے لئے ربوہ کالج بھیجتے ہیں' جس کی انتظامیہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی قائل نہیں۔'' مجمع میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ: ''حضرت! چنیوٹ میں سائنس نہیں پڑھائی جاتی۔'' حضرت مولانا قاضی احسان احمدؒ نے جواباً فرمایا کہ: ''اگر چنیوٹ میں بکرے کا گوشت نہ ملے تو پھر سؤر کا گوشت کھالو گے؟ کچھ تو حیا کرو۔''

علمائے دیوبند اور تردید قادیانیت

تحفظ ختم نبوت کے حوالے سے علمائے دیوبند کی خدمات پر ایک یادگار تقریر

دارالعلوم دیوبند اور اس کے مسلک سے متعلق یہ عرض کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند روز اوّل سے الحمدللہ! اسی تہذیبی' علمی اور عملی وراثت کا امین ہے' جو اسے عہد خیرالقرون سے قرناً بعد قرن پہنچی ہے۔ امت مسلمہ پر چودہ صدیاں بیت جانے کے باوجود دارالعلوم دیوبند علم وعمل کے لحاظ سے اسی عہد خیرالقرون کا نمونہ ہے۔ ہمارے یہاں سب سے بڑا کمال وہ ہے جو زمانہ کی دور دراز مسافتوں اور زمان ومکان کے فاصلوں کو طے کرکے اسی مجلس نبوت میں حاضر ہوجائے جس سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مستفید ہوتے تھے' پھر جزول یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے فرقۂ ناجیہ کی جو علامت: "ما انا علیہ و اصحابی" بیان فرمائی تھی' وہ الحمدللہ! پوری طرح دارالعلوم اور اس کے مسلک پر منطبق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دارالعلوم کی آغوش میں جن مایہ ناز عناصر نے پرورش پائی ہے' وہ نہ صرف برصغیر ہندو پاک' بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے صالح ترین عناصر کہلانے کے مستحق ہیں' نیز یہ کہ ان صالح عناصر کے ذریعہ دین و ملت کی جو گراں قدر خدمات انجام پائیں' ان کی وجہ سے یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں ہے کہ دارالعلوم علم وعمل کا صرف محور ہی نہیں' بلکہ منبع اور سرچشمہ ہے اور گزشتہ صدی کا تجدیدی کارنامہ' جو اللہ رب العزت نے محض اپنے فضل وکرم سے دارالعلوم اور اس کے فرزندوں کے ذریعہ انجام دلایا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے ذریعہ اس تجدیدی کارنامہ کی انجام پذیری کی وجہ یہ ہے کہ علمی وعملی طور پر دارالعلوم دیوبند کی بنیاد قرآن مجید اور سنت پاک پر استوار ہوئی ہے' پھر جو روشنی قرآن کریم اور حدیث پاک کے ذریعہ دل ودماغ پر مستولی رہی' اس نے احسان وسلوک اور فقہ وفتاویٰ کی شکل میں پوری ملت اسلامیہ کے لئے رہبری ورہنمائی کی خدمت انجام دی۔ چنانچہ رجال دارالعلوم کے ذریعہ پیش آمدہ

مولانا مرغوب الرحمٰن

مسائل میں جو رہنمائی قرآن وسنت اور اجماع وقیاس کی روشنی میں کی گئی' وہ الحمدللہ! اتنی جامع اور مکمل ہے کہ اگرچہ گزشتہ صدی اپنی مادی اور صنعتی ترقی کے لحاظ سے بہت اہم اور تاریخ انسانیت میں سب سے زیادہ انقلاب انگیز ہے' لیکن انسانیت اور مسلمانوں کا ایک مسئلہ بھی ایسا نہیں بتلایا جاسکتا ہے' جس کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں پیش نہ کردیا گیا ہو۔

اس باب میں بلا مبالغہ ہدایت کا کوئی رخ ایسا نہیں ہے جہاں باری تعالیٰ نے دارالعلوم کے ہاتھوں مشعلیں اور منارے قائم نہ فرمادیے ہوں اور اسی طرح ضلالت وگمراہی کا کوئی پیچ وخم ایسا نہیں ہے' جہاں دارالعلوم کے ذریعہ صراط مستقیم کی تعیین نہ کرادی ہو۔

دارالعلوم نے اپنے قیام کے روز اوّل سے صراط مستقیم کی تعیین اور غلط راستوں کی تغلیط کو اپنا نصب العین بنایا ہے۔ دارالعلوم کا قیام جن حالات میں عمل میں آیا تھا' اس وقت عیسائیت کے فروغ کا ایک ایسا فتنہ اٹھا ہوا تھا' جس نے تقریباً پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ بحمداللہ! اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے دارالعلوم کا قدم آگے بڑھا اور مناظرہ وتقریر اور قلم وتحریر کے ہر میدان میں عیسائیت کے مبلغین کو شکست فاش ہوئی۔ اس موضوع پر ہزاروں صفحات فرزندانِ دارالعلوم کے قلم سے نکلے اور اس کے باوجود کہ حکومت واقتدار کی تمام طاقتیں اس فتنہ کی پشت پناہی کررہی تھیں' مگر دارالعلوم کے اہل حق مجاہدین نے برق بے اماں بن کر ان کی تمام پناہ گاہوں کو جلا کر خاکستر کردیا' اسی فتنہ کے پہلو بہ پہلو توحید کی تعلیم سے محروم کرنے کے لئے کی گئی خطرناک اور زبردست سازش تھی' لیکن اس میدان میں بھی فرزندانِ دارالعلوم نے اپنا فرض منصبی پوری طرح ادا کیا اور اس فتنہ کو ہمیشہ کے لئے تاریخ کے گورستان میں دفن کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس سلسلے میں فضلاء دارالعلوم کی سینکڑوں تصانیف آج بھی کتب خانہ اسلام کی زینت ہیں۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ان زبردست فتنوں کے علاوہ انگریز کی جانب سے مسلمانوں کے اندرون میں متعدد فتنے برپا کرائے گئے، جن میں سب سے اہم فتنہ قادیانیت کا تھا۔ اس فتنہ نے سیاسی، علمی اور اعتقادی طور پر خلفشار پیدا کیا۔ اس فتنہ کی طرح تو تیرہویں صدی ہجری کے اواخر میں پڑ گئی تھی، لیکن مرزا (غلام احمد قادیانی) نے ۱۳۰۱ھ میں براہین احمدیہ کے چار حصے شائع کر کے اپنے زیغ وضلال کو طشت از بام کر دیا، تو علمائے کرام نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔

اس سلسلہ میں ابتدا اگرچہ علمائے لدھیانہ و امرتسر مولانا غلام علی امرتسری، مولانا احمد اللہ امرتسری، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی، مولانا عبدالعزیز لدھیانوی، مولانا محمد لدھیانوی، مولانا عبداللہ لدھیانوی، مولانا محمد اسماعیل لدھیانوی اور مولانا غلام دستگیر قصوری رحمہم اللہ نے کی، مگر اکابر دارالعلوم کا کارنامہ اس سلسلے میں محیر العقول ہے کہ وہ محض الہامی طور پر اس فتنے کے وجود سے پہلے ہی پیش بندی فرما رہے ہیں۔

جماعت دیوبند کے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کے بارے میں یہ معلوم کر کے حیرت ہوتی ہے کہ انہوں نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو حجاز مقدس میں قیام نہ فرمانے دیا اور ایک بڑے فتنہ کی پیش گوئی فرماتے ہوئے انہیں ہندوستان آنے پر مجبور فرمایا۔ مولانا پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کے علاوہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے دوسرے خلفاء حضرت مولانا احمد حسن امروہویؒ حضرت مولانا انوار اللہ حیدر آبادیؒ حضرت مولانا محمد علی مونگیری قدس اسرارہم وغیرہ بھی اس فتنہ کی سرکوبی میں پوری طرح سرگرم رہے ہیں۔ ان خلفاء گرامی قدر میں سے اگرچہ بعض حضرات کا کارنامہ تاریخی اعتبار سے کچھ بعد ہی میں سامنے آیا، لیکن اس کو حضرت حاجی صاحبؒ کی نسبت سے الگ نہیں کیا جا سکتا، پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو تو حضرت حاجی صاحبؒ نے بطور خاص اس فتنہ کی تردید کی طرف متوجہ فرما کر ہندوستان بھیجا تھا، اس لئے ان کی کتاب ”شمس الہدایہ“ غالباً رد قادیانیت پر سب سے پہلی کتاب ہے۔

حضرت مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ اور حضرت مولانا انوار اللہ حیدر آبادی قدس سرہما بھی ابتدا ہی میں سامنے آ گئے۔ حضرت محدث امروہویؒ نے تو مرزا قادیانی کو مناظرہ ومباہلہ کا چیلنج بھی دیا تھا۔ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کا کام زمانہ کے اعتبار سے مؤخر سہی لیکن وہ ایک طاقتور تحریک کی صورت میں سامنے آیا اور اس نے باطل کے اس سیلاب پر بند باندھنے کا کام انجام دیا۔

قبل از وقت تنبیہ میں اکابر دارالعلوم میں حضرت حاجی صاحب قدس سرہ تنہا نہیں ہیں بلکہ اس سلسلہ میں دوسرا نام حجۃ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کا ہے کہ انہوں نے اس فتنہ کی نقاب کشائی سے پہلے اس موضوع پر ”تحذیر الناس“ جیسی اہم، مدلل اور قیمتی کتاب تصنیف فرمائی، جو رد قادیانیت کے موضوع پر رہنما اور رہبر کا کام انجام دے رہی ہے، پھر ”مناظرۂ عجیبہ“ میں ان کا یہ فیصلہ بالکل الہامی زبان میں نقل ہوا ہے:

> ”اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں، جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔“ (مناظرہ عجیبہ ص۱۰۳)

پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل ادعاء کے پہلے ہی سال ۱۳۰۱ھ میں جب مرزا نے اپنے الہامات کو وحی الٰہی کی حیثیت سے براہین احمدیہ میں شائع کیا تو علمائے لدھیانہ نے اس کی تکفیر کی۔

اس وقت تک حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کو اس کے دجل وفریب سے پوری واقفیت نہ تھی، اس لئے کچھ لوگوں نے جو مرزا قادیانی سے حسن ظن رکھتے تھے، علمائے لدھیانہ کی مخالفت میں حضرت گنگوہیؒ سے فتویٰ منگا لیا، لیکن علمائے لدھیانہ اسی سال جمادی الاول ۱۳۰۱ھ میں جلسہ دستار بندی کے موقع پر دیوبند تشریف لائے اور مرزا قادیانی کے مسئلہ میں حضرت گنگوہیؒ اور دوسرے علمائے دیوبند سے بالمشافہ گفتگو فرمائی، گفتگو کے بعد دارالعلوم کے سب سے پہلے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی قدس سرہ نے جو تحریر مرتب فرمائی، وہ یہ ہے:

> ”یہ شخص (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) میری دانست میں لامذہب معلوم ہوتا ہے، اس شخص نے اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر فیض باطنی حاصل نہیں کیا، معلوم نہیں اس کو کس روح سے اویسیت ہے، مگر اس کے الہامات اولیاء اللہ کے الہامات سے کچھ مناسبت اور علاقہ نہیں رکھتے۔“ (رئیس قادیان جلد۲ صفحہ۱۰)

اس کے بعد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے بھی مرزا قادیانی کے بارے میں وہ موقف اختیار فرمایا جو اس کے باطل عقائد کی تردید کے لئے ضروری تھا۔ کسی نے (حضرت گنگوہیؒ سے) سوال کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات متعلق بہ وفات عیسیٰ علیہ السلام جو کچھ ہیں ظاہر ہے، پس اس مرزائی جماعت کا اپنی مساجد میں نہ آنے دینا اور ان کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے تنفر رکھنا کیسا ہے؟ تو جواب میں ارشاد فرمایا:

"مرزا قادیانی گمراہ ہے' اس کے مرید بھی گمراہ ہیں۔ اگر جماعت سے الگ رہیں اچھا ہے جیسا رافضی' خارجی کا الگ رہنا اچھا ہے۔ ان کی واہیات مت سنو! اگر ہوسکے اپنی جماعت سے خارج کردو' بحث کرکے ساکت کرنا اگر ہوسکے ضرور ہے ورنہ ہاتھ سے ان کو جواب دو' اور ہرگز فوت ہونا عیسیٰ علیہ السلام کا آیات سے ثابت نہیں ہوسکتا ہے' اس کا جواب علمائے کرام نے دیدیا ہے' مگر (مرزا قادیانی) گمراہ ہے' اپنے اغوا اور اضلال سے باز نہیں آتا' حیا اس کو نہیں کہ شرماوے۔"

اس کے بعد حضرت گنگوہی قدس سرہ نے مرزا قادیانی کو مرتد' زندیق اور خارج از اسلام قرار دیا' اور چونکہ حضرت اقدس گنگوہیؒ ہی جماعت دیوبند کے سید الطائفہ تھے اور ان کا فتویٰ گویا پوری جماعت کا اجماعی فیصلہ تھا' اس لئے مرزا قادیانی' حضرت اقدسؒ کے فتویٰ کی ضرب کاری کو زندگی کے آخری سانس تک نہ بھلا سکا اور حضرت اقدسؒ کے بارے میں حسب عادت (بدزبانی و) فحاشی پر اتر آیا۔

اس زمانہ میں حضرت مولانا احمد حسن امروہویؒ اور حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں' حضرت مولانا احمد حسن امروہویؒ نے زبان وقلم کی پوری طاقت اس کے خلاف وقف کردی' اور مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ نے مولانا غلام دستگیر قصوری کے استفتاء پر ۱۳۰۲ھ میں مرزا قادیانی کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر علمائے حرمین سے اس کی تصدیق کرائی' اور یہ فتویٰ مرزا قادیانی کی بڑھتی ہوئی آندھی کی موثر کاٹ ثابت ہوا۔

اس کے بعد ۱۳۰۷ھ میں مولانا محمد حسین بٹالوی کے استفتاء کے جواب میں تمام علمائے ہندوستان نے مرزا قادیانی کی تکفیر کی' جس میں اکابر دیوبند میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے رقم فرمایا:

"مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تاویلات فاسدہ اور ہفوات باطلہ کی وجہ سے دجال' کذاب اور طریقہ اہل سنت و الجماعت سے خارج ہے۔"

حضرت شیخ الہند قدس سرہ نے تحریر فرمایا:

"جاہل یا گمراہ کے سوا ایسے عقائد کا معتقد کوئی نہیں ہوسکتا۔"

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمنؒ نے رقم فرمایا:

"قادیانی اور اس کے پیرو جو اعتقاد رکھتے ہیں' وہ بلاشک الحاد اور شریعت کا ابطال ہے۔"

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے ارشاد فرمایا:

"ان عقائد کا مخترع ضال' مضل بلکہ دجاجلہ میں رأس رئیس ہے۔"

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے تحریر فرمایا:

"ایسے عقائد کا معتقد کتاب اللہ کی بنیادوں کو منہدم کرنے والا ہے۔"

اس کے بعد ۱۳۰۸ھ میں جب مرزا قادیانی کی کتابیں "فتح اسلام' توضیح مرام اور ازالہ اوہام" شائع ہوئیں' جس میں اس نے وفات مسیح کا دعویٰ کرکے اپنے مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا' تو علمائے ربانیین خم ٹھونک کر میدان میں آگئے اور سارا ہندوستان مرزا قادیانی کی تردید کے غلغلوں سے گونجنے لگا۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا اسماعیل علی گڑھیؒ نے بھی کام شروع فرمایا' جگہ جگہ مناظروں میں مرزائیوں کو شکست فاش دی جانے لگی۔

شعبان ۱۳۳۱ھ میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ قدس سرہ نے "البرہان" نامی رسالہ شاہجہانپور سے جاری کیا' جو تقریباً دو سال تک تاریکیوں کی شب میں تنویر سحر کا کام انجام دیتا رہا۔

۱۳۲۷ھ میں نواب حامد علی خان والی ریاست رام پور کے زیر اہتمام عظیم الشان تاریخی مناظرہ ہوا' جس میں حضرت مولانا احمد حسن امروہویؒ اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے باطل شکن دلائل اور بیانات سے قادیانیت لرزہ براندام ہوگئی۔

۱۳۲۹ھ میں حضرت مولانا محمد علی مونگیری قدس سرہ کی زیر سرکردگی وہ تاریخی مناظرہ ہوا جس میں چالیس علماء کرام نے شرکت فرمائی' جن میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری' حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری' حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ اور دیگر اکابر دیوبند شریک ہوئے اور اس مناظرہ میں مرزائیوں کی شکست فاش نے ان کی کمر توڑ دی۔

پھر اس کے بعد ۱۳۳۱ھ میں مولانا محمد سہولؒ مفتی دارالعلوم دیوبند کے قلم سے ایک مفصل فتویٰ کی ترتیب عمل میں آئی۔ اس مفصل فتویٰ میں پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار وعقائد کو اسی کی کتابوں سے نقل کیا گیا' پھر لکھا گیا:

"جس شخص کے ایسے عقائد و اقوال ہوں' اس کے خارج از اسلام ہونے میں کسی مسلمان کو خواہ جاہل ہو یا عالم تردد نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ متبعین درجہ بدرجہ

مرتد، زندیق، ملحد، کافر اور فرقہ ضالہ میں یقیناً داخل ہیں۔"

اس فتویٰ پر حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت علامہ کشمیریؒ اور دوسرے مشاہیر علماء کے دستخط ہیں۔ حضرت شیخ الہند قدس سرہ نے اس فتویٰ پر دستخط کے ساتھ یہ الفاظ مزید قلم بند فرما کر اپنی مہر لگائی:

"مرزا علیہ ما لیستحقہ کے عقائد و اقوال کا کفریہ ہونا ایسا بدیہی مضمون ہے جس کا انکار کوئی منصف فہیم نہیں کرسکتا، جن کی تفصیل جواب میں موجود ہے۔"

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ انگریز کی ذریت (قادیانی ٹولہ) سے نہیں، بلکہ براہ راست قادیانی نبوت کے خالق (انگریز بہادر) سے ٹکرلے رہے تھے، لیکن ذریت برطانیہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور اپنے نابغۂ روزگار تلامذہ (جن کی فہرست بڑی طویل ہے) کو اس جانب متوجہ فرمایا، جنہوں نے اس موضوع کو اپنی خدمت کی جولانگاہ بنایا۔ محدث کبیر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری، حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، شیخ الادب حضرت مولانا محمد اعزاز علی، حضرت مولانا عبدالسمیع انصاری، حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری اور حضرت مولانا محمد عالم آسی امرتسری قدس اللہ اسرارہم نے تحریر و تقریر کے ذریعہ حریم ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیا، لیکن ان اکابر کی خدمات کی فہرست میں حجۃ اللہ فی الارض حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری قدس سرہما کا کارنامہ سب سے زیادہ نمایاں اور ممتاز ہے (یہ دونوں حضرات دارالعلوم دیوبند کے علمی فرزند ہیں)۔ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اگرچہ مسائل فقہیہ میں حضرت شیخ الہندؒ کے مسلک پر نہ تھے، مگر ختم نبوت کے لئے آپ کے ارشاد پر جان چھڑکتے تھے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کے ذریعہ پورے حلقۂ اہلحدیث میں مرزائیت کے خلاف بیداری پیدا کردی اور مولانا امرتسریؒ نے مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ اور مولانا داؤد غزنویؒ کو بھی اس پلیٹ فارم پر لاکھڑا کیا۔

ادھر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے علم و قلم اور تلامذہ کی پوری طاقت اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے وقف کردی اور ردّ قادیانیت کی تقریب سے اصول دین اور اصول تکفیر کی وضاحت پر ایسا قیمتی سرمایہ تیار فرمایا کہ قیامت تک اس طرح کے فتنوں کی سرکوبی کے لئے امت اس سے روشنی حاصل کرتی رہے گی۔

حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا چراغ محمد گوجرانوالہؒ، حضرت مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانویؒ، حضرت مولانا ابو الوفاء شاہجہانپوریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی اور دوسرے جلیل القدر علمائے کرام نے اس فتنہ کا بھرپور تعاقب کیا، ہند و پاک کے طول و عرض میں قریہ قریہ گھوم کر حق کی وضاحت کی اور اس موضوع کے ہر پہلو پر اتنا لٹریچر تیار کردیا کہ اس کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں ہے۔ فجزاھم اللہ عنا و عن سائر المسلمین۔

تقسیم ہند کے بعد اس فتنہ نے سرزمین پاکستان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا تو وہاں بھی علمائے دیوبند اور منتسبین دیوبند نے تمام طاقتیں اس حریم مقدس کی حفاظت کے لئے وقف فرمادیں، تا آنکہ قادیانیت تاریخ انسانیت میں ایک بہتان اور افتراء بن کر رہ گئی اور یہ کام خدا کے فضل و کرم سے تکمیل تک پہنچ گیا۔

علماء والا مقام! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اسلاف امجاد نے اس موضوع کو پوری طرح مکمل فرمادیا ہے، لیکن عرصہ دراز سے ہندوستان میں چونکہ قادیانیت کی آواز مدہم پڑگئی تھی۔ اس کی تردید کی جانب بھی کوئی توجہ نہیں تھی اور اکابر مرحومین کی تمام ہی کتابیں نایاب ہوگئی تھیں، اس موقع پر دارالعلوم دیوبند کی جانب سے چند کتابیں بھی شائع کی جارہی ہیں اور ارادہ ہے کہ تازہ دم فضلاء کو اس فتنہ کی اہمیت سے آگاہ کرکے انہیں اس کی تردید کے لئے میدان میں اتاردیا جائے۔

اس کے ساتھ ہی صحیح افکار و عقائد کی نشر و اشاعت کے لئے بھی باقاعدہ اپنی مساعی کو تیز تر کردیا جائے، چونکہ یہ حقیقت اپنی جگہ ثابت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد انسانیت کی نجات کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ انسانیت کا قافلہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ صراط مستقیم پر گامزن ہوجائے۔

☆☆..........☆☆

مسائل واحکام

چہرے کا پردہ' ناخن پالش اور وضو

جیوٹی وی کے پروگرام "عالم آن لائن" میں ایک "مفتی" کے انکشافات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:..... جیوٹی وی کا پروگرام عالم آن لائن ۲۵/ جنوری' اتوار کی رات دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ ایک گمراہ کن پروگرام تھا۔ اس پروگرام میں دو عالم آتے ہیں' ایک شیعہ اور ایک سنی حنفیہ سے اور کبھی کبھی کوئی اہل حدیث عالم بھی آجاتے ہیں۔ خیر میں بات کر رہا تھا اس پروگرام کی' اس کا عنوان تھا: "کیا عورت میک اپ کرسکتی ہے؟" اس پروگرام کے شرکاء میں ایک شیعہ عالم اور دوسرے سنی عالم شکیل اوج صاحب تھے (جن کا لباس تک غیر اسلامی تھا' ٹائی باندھ رکھی تھی) سوال تھا کہ کیا عورت ناخن پالش لگا کر وضو کرے تو ہو جائے گا کہ نہیں؟ شیعہ عالم نے جواب دیا کہ نہیں ہوگا' کیونکہ ناخن پالش سے وضو کی جگہ خشک رہتی ہے' مگر فقہ حنفیہ سے تعلق رکھنے والے عالم شکیل اوج صاحب نے کہا کہ: "وضو ہو جائے گا۔" جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کی جگہ اگر بال برابر بھی خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا' مگر شکیل اوج صاحب فقہ حنفیہ سے تعلق رکھنے والی عورتوں کو گمراہ کر رہے ہیں کہ ناخن پالش پر وضو ہو جاتا ہے۔

دوسرا سوال پردے کے متعلق تھا۔ شیعہ عالم نے کہا کہ عورت پردے میں اپنا چہرہ ڈھکے گی مگر شکیل اوج صاحب نے کہا کہ: "عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے' چہرہ نہیں ڈھکے گی۔" جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ "عورتیں اپنے چہرے کو ڈھک کے رکھیں۔" عالم آن لائن ایک اچھا پروگرام ہے مگر اس میں شکیل اوج صاحب جیسے گمراہ کرنے والے عالم کو نہیں بولنا چاہئے۔ (سائل: محمد افتخار الدین)

مولانا سعید احمد جلال پوری

جواب:..... "عالم آن لائن" کے جس پروگرام کا آپ نے حوالہ دیا ہے' بلاشبہ اس سے بہت بڑی گمراہی پھیل رہی ہے۔ دراصل یہ پروگرام "عالم آن لائن" کے بجائے "جاہل آن لائن" کہلانے کا مستحق ہے۔

آپ کی طرح کے مختلف حضرات کی شکایات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً اس پروگرام کے اجرا کا مقصد ہی مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنا ہے۔ چنانچہ اس پروگرام میں عموماً ایسے ہی لوگوں کو لایا جاتا ہے جو علم و عمل کی ابجد سے ناواقف ہوتے ہیں' جو اپنی لاعلمی کو چھپانے کے لئے جو منہ میں آتا ہے بک دیتے ہیں' یوں وہ خود اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

آپ نے ناخن پالش سے وضو ہو جانے سے متعلق جناب شکیل اوج صاحب کی جس "نادر تحقیق" کی نشاندہی فرمائی ہے' وہ کم از کم میرے جیسے طالب علم کے لئے نئی ہے' ورنہ قرآن وسنت اور حدیث وفقہ کی روشنی میں ہر وہ چیز جو پانی کے جسم تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہو' اس کو اتارے بغیر اگر وضو اور غسل کیا جائے' تو ظاہر ہے کہ وضو اور غسل نہیں ہوتا۔ یہ فقہ کی ابتدائی کتاب "نورالایضاح" اور "قدوری" کا مسئلہ ہے۔ اسی طرح تمام اردو فتاویٰ میں بھی یہ مسئلہ وضاحت وصراحت سے مذکور ہے' مگر نامعلوم جناب شکیل اوج صاحب نے یہ مسئلہ کس نادرہ روزگار کتاب سے اخذ فرمایا ہے؟ اور انہوں نے اس کی تخلیق کے لئے نامعلوم کتنی جدوجہد فرمائی ہوگی؟ اے کاش! کہ جو بات شکیل اوج کو فرمانا چاہئے تھی' وہ ایک شیعہ عالم نے کہہ دی اور شکیل اوج صاحب نے ایک نئی اوج نکال کر اپنی علمیت کا ناقوس بجایا۔ فیا للعجب!

۲:..... جہاں تک آپ کے دوسرے مسئلے یعنی "چہرہ کے پردہ" کا معاملہ ہے' یہاں بھی شکیل اوج صاحب نے اپنے رفیق مجلس کے کان کترنے کی کوشش فرمائی ہے' ورنہ: "المرأة کلها عورة"

کا معنی ہی یہ ہے کہ چہرہ کا پردہ لازم ہے' اس لئے کہ باعث کشش اور ذریعہ فتنہ عورت کا چہرہ ہی ہے' ورنہ دوسرے بدن پر تو اس نے لباس پہن ہی رکھا ہوتا ہے' پھر اس لباس کو برقع پہنانے کا کیا معنی؟

قرآن کریم بھی ہمیں اسی کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ عورت کے چہرہ کا پردہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"یا ایہا النبی قل لازواجک و بنتک و نساء المؤمنین یدنین علیہن من جلابیبہن." (سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی ازواج مطہرات' اپنی بیٹیوں اور مومن عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنے (چہروں) پر پردے لٹکالیا کریں۔"

اسی طرح یہ حکم بھی چہرے کے پردے کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ:

"و اذا سالتموھن متاعاً فاسئلوھن من وراء حجاب۔" (سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: "جب ازواج مطہرات سے کچھ پوچھنا ہو تو پردے کے پیچھے سے پوچھا کریں۔"

جب خیر القرون میں امہات المومنینؓ جیسی پاکیزہ ومقدس ہستیوں کو یہ حکم ہوا تو چودھویں صدی کے اس شر وفتنہ کے دور اور مادر پدر آزاد ماحول کے آزاد خیال مردوں سے عورت کو چہرہ کے پردہ کا حکم کیوں نہ ہوگا؟

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قافلہ سے بچھڑ جانے والے قصہ میں ان کا یہ فرمانا کہ: "قافلے سے پیچھے آنے والے صحابی کے "انا للہ" پڑھنے پر میں فوراً نیند سے بیدار ہوگئی اور اپنا چہرہ چھپالیا۔" (صحیح بخاری) کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ عورت کے چہرے کا پردہ فرض ہے؟

مگر کیا کیجئے اس جہالت ولاعلمی کا؟ کہ اس نے اپنی ذہنی اختراعات اور خواہشات نفس کو دین وشریعت کا لبادہ اوڑھا کر رواج دینے کے لئے چہرے کے پردے کا سرے سے ہی انکار کردیا۔

اگر چہرہ کا پردہ ضروری نہیں تھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیوں عرض کیا تھا کہ آپ کے ہاں نیک و بد سب ہی آتے ہیں' آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دیں؟ (صحیح بخاری)

بہرحال جناب شکیل اوج صاحب کا مسئلہ ان کے اپنے آسمان علم کی اوج ثریا کا نتیجہ ہے۔ اس کا قرآن وسنت اور دین وشریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ اے کاش! کہ یہاں بھی شیعہ عالم ان سے بازی لے گئے' اور شکیل اوج صاحب اپنی خفت مٹانے کے لئے مسلمات دینیہ پر تیشہ چلا کر قرآن وسنت سے متصادم الگ راہ اور پگڈنڈی پر سرپٹ دوڑنے لگے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عقل وفہم نصیب فرمائے اور قارئین وناظرین کی ہدایت کا سامان فرمائے' نیز اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ٹی وی آلہ مخرب اخلاق ہے' جو مخرب اخلاق کا درس تو دے سکتا ہے' مگر اس سے اصلاح کی توقع عبث وفضول ہے۔ لہٰذا ٹی وی پر بیان ہونے والے مسائل کو اسی تناظر میں دیکھا جائے۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: میں نے اسلام کیوں قبول کیا

روشن مینار ہیں' میں نے دیکھا کہ انسانیت پر اس بشر کامل کے اتنے احسانات ہیں کہ ان کے خلاف بغض کا اظہار کرنا ظلم عظیم ہے' وہ لوگ جو ان پڑھ تھے' بتوں کی پوجا کرتے تھے' جرم وگناہ میں سرتاپا ڈوبے ہوئے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عزت نفس' وقار' احترام انسانیت اور پاکیزگی کا درس دیا اور ان ساری صفات کے ساتھ خدائے واحد کے حضور لا کھڑا کیا' اعلیٰ انسانی اقدار نے فروغ پایا' شراب نوشی کا قلع قمع ہوگیا اور اسلامی معاشرہ پاکیزگی کی اس سطح تک جا پہنچا کہ تاریخ میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں نے سوچا کہ ان عدیم النظیر کارناموں کے علاوہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات جس قدر بے عیب تھی' اس کی موجودگی میں ان عیسائیوں کی شقاوت سیاہ قلبی کے سوا کچھ نہیں۔

عیسائیت کے خلاف میری بغاوت لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی جارہی تھی اور میں اکثر غور وفکر کی حالت میں رہتا حتیٰ کہ ایک دن ایک مسلمان سے میری ملاقات ہوئی' اسلام کے موضوع پر ان سے باتیں ہوئیں' میں نے بہت سے سوالات کر ڈالے اور انہوں نے ہر بات کا بچے تلے انداز سے جواب دیا' مجھے کامل اطمینان اور یکسوئی حاصل ہوگئی۔ اس مسلمان نے میری چنگاری کو شعلے میں تبدیل کردیا اور جب مجھے یقین ہوگیا کہ اسلام ہی دین حق اور مکمل ضابطہ زندگی ہے تو ایک روز میں نے اسلام کا حلقہ بگوش ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ الحمدللہ! اب میں مسلمان ہوں اور اسلام کی روحانی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں۔ میں نے عزم کرلیا ہے کہ انشاء اللہ ان نعمتوں سے دوسری انسانیت کو بھی فیضیاب کروں گا۔

دعا کی ضرورت و اہمیت

مفتی احمد عبدالحسیب تورنگزائی

جب انسان خدا کی عبادت کرتا ہے تو خدا اس سے خوش ہوتا ہے اور جب عبادت و بندگی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر دیتا ہے' یعنی سوالی بن کر اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور بھی خوش ہو جاتا ہے اور اس کی مراد و تمنا کو قبول فرما کر مانگی ہوئی چیزیں عطا کر دیتا ہے' اسی وجہ سے احادیث میں اللہ سے مانگنے والے کے بڑے فضائل آئے ہیں۔

دنیا میں کسی سے بھی مانگنا ہو تو شرم و حیا محسوس ہوتی ہے اور جس سے مانگا جائے' وہ بھی ناراض بھی ہو جاتا ہے مگر دینے والا اللہ' اس کی بات ہی نرالی ہے' وہ مانگنے والے سے خوش ہوتا ہے اور نہ مانگنے والے سے ناراض ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ سے نہیں مانگتا' اللہ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔''

(مشکوٰۃ ۱/۱۹۵)

کسی نے اس کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے: ''جو نہ مانگے اس سے تو بیزار ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ دعا میں سستی اور کاہلی بڑی محرومیت کی بات ہے' آفت و مصیبت اور دشمنوں سے نجات کے لئے' بلاؤں کو دور کرنے کے لئے ہم کیا کچھ نہیں کرتے؟ عملیات کے لئے عاملوں کے گرد چکر لگاتے ہیں' اور مشکل سے مشکل تدابیر اختیار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے مگر اصل نسخہ (جو اس جیسے تمام مسائل میں مفید اور نافع ہے) کو اختیار نہیں کرتے' جو ہر تدبیر سے آسان ہے۔

کہیں یہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ جائز تدابیر کے چھوڑنے کی ترغیب دی جا رہی ہے بلکہ سب سے بڑی تدبیر یعنی دعا کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے' جو دنیا اور آخرت میں نافع ہے۔

جو مانگنا ہو اللہ سے مانگے' اس لئے کہ اللہ ہی دینے والے ہیں' سب اس کے محتاج بندے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

''اے لوگو! تم سب کے سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز اور لائق تعریف ہے۔''

لہٰذا بندے کو چاہئے کہ اپنی تمام تر ضروریات چاہے' وہ چھوٹی ہوں یا بڑی' دنیوی ہوں یا اخروی' محتاج بندوں کے سامنے پیش کرنے کے بجائے اس ذات کے سامنے پیش کرے جو غنی ہے' جس کے خزانہ میں کبھی کمی نہیں آتی' اور وہ ذات بھی محروم نہیں کرتی۔

اگر خدائے پاک کسی دعا کے بارے میں حکمت و مصلحت کے پیش نظر اسے قبول نہ کریں تو یہ ممکن ہے' مگر کوئی بھی دعا ضائع نہیں ہوتی' آخرت میں ضرور کام آئے گی۔

اللہ تعالیٰ نے مانگنے کا حکم دیا ہے:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''ادعونی استجب لکم۔'' (سورۃ مومن)

(اے بندو! مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا)

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

''ادعوا ربکم تضرعاً و خفیہ۔'' (سورۃ اعراف)

(اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ خفیہ انداز سے پکارو)

ایک جگہ مزید وضاحت کے ساتھ فرمایا

''و اذا سالک عبادی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان'' (سورۃ بقرہ:۱۸۶)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو (آپ فرما دیجئے کہ) میں قریب ہوں اور مانگنے والے کی پکار کو منظور کرتا ہوں)

ان آیات میں اللہ نے بندوں کی مراد، دعا اور تمنا کو پورا کرنے کا وعدہ فرمایا۔

ترمذی شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

دعا مومن کا ہتھیار ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''دعا مومن کا ہتھیار ہے۔''

اس حدیث میں ''دعا مومن کا ہتھیار ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ دعا سے بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں' شیطانی حملوں سے حفاظت ہوتی ہے' انسانی دشمنوں پر فتح یابی حاصل ہوتی ہے' ظالموں سے نجات ملتی ہے' اس لئے اس کو مومن کا ہتھیار قرار دیا گیا ہے۔

اللہ بے حساب معاف فرماتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان کو جب دھتکار دیا گیا تو اس نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ:

''آپ کی عزت کی قسم! آپ کے بندوں کو بہکاتا ہی رہوں گا جب تک کہ روحیں ان کے جسموں میں ہوں گی۔'' جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''اپنی عزت و رفعت شان کی قسم! جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے ان کو بخشتا ہی رہوں گا۔''

(الترغیب والترہیب)

دینے سے اللہ کی دولت گھٹتی نہیں:

دنیا میں جو کچھ ہے یہ سب اللہ کی دی ہوئی چیزیں ہیں اور عام طور پر خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے' مگر اللہ کے خزانے سے کم نہیں ہوتا۔ وہ برکتوں کا خزانہ ہے۔ اس میں کبھی کمی نہیں آتی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کا ہاتھ ہر وقت بھرا ہوا ہے' وہ کتنا ہی خرچ فرماوے' کم نہیں ہوتا' رات' دن خرچ فرماتے ہیں' تم ہی بتاؤ؟ جب سے اس نے آسمان وزمین پیدا فرمائے ہیں' کتنا خرچ فرمادیا؟ حالانکہ جو اس کے ہاتھ میں تھا' اس میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوا۔''

چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ سے مانگو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے ضرور اپنی حاجت کا سوال کرے' یہاں تک کہ چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگو اور اگر نمک کی حاجت ہو تو وہ بھی اسی سے طلب کرو۔''

(مجمع الزوائد)

دعا کی مقبولیت کسے کہتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: کوئی بھی مسلمان اللہ کے حضور دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک عنایت فرماتا ہے:

۱:...... یا تو جو مانگا ہے' اس کو قبول فرمالیتا ہے اور مانگی ہوئی چیز دنیا ہی میں اس کو دے دی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۵۹' تحفۃ المسلمین ۱/۲۹۳)

۲:...... یا دعا کرنے والے کو جو چیز مانگی وہ تو نہیں' البتہ اس کے مماثل چیز عنایت فرمادیتے ہیں' نیز عطا کئے بغیر کوئی آفت یا مصیبت آرہی ہو تو اس سے بچادیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۵۹)

۳:...... یا اس دعا کو دنیا کے بجائے آخرت کے لئے ذخیرہ بنادیتے ہیں اور دعا کے عوض ثواب آخرت میں کئی گنا اضافہ کے ساتھ عطا فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۵۹' کتاب الدعا)

دعا کرنا کبھی نہ چھوڑے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''بندہ جب تک گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے (یعنی گناہ کی چیز نہ مانگے اور رشتہ ناتے کو ختم کرنے کی دعا نہ کرے) اور قبولیت کے لئے جلدی نہ

کرے تو اس کی دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے' صحابہؓ نے پوچھا کہ جلدی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جلدی کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کہتا ہے کہ میں نے دعا کی اور قبولیت کے آثار دکھائی نہیں دیتے' یہ کہہ کر وہ ناامید ہو جاتا ہے' پھر دعا بھی چھوڑ دیتا ہے۔''

(مشکوٰۃ شریف ۱/۱۴۹)

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''تمہارا رب زندہ اور فیاض (خوب دینے والا) ہے' جب کوئی اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو سائل کو نامراد لوٹاتے ہوئے اللہ کو شرم محسوس ہوتی ہے۔'' (ترمذی شریف ۲/۱۹۶)

خوشحالی میں بھی دعا کرے:

آدمی پر جب مصیبت آتی ہے تو دعا کرواتا ہے' علماً اور بزرگان دین کی خدمت میں دعاً کی درخواست لئے پہنچتا ہے اور جب خوشحالی کا دور اور سلسلہ چلتا ہے تو نہ خود دعا کرتا ہے اور نہ دعا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بندہ آرام اور خوشی کے زمانہ میں بھی دعا کرتا ہے اور مشکل حالات میں بھی تو فرشتے اللہ کی بارگاہ میں یوں سفارش کرتے ہیں کہ: اے بار الٰہ! یہ جانی پہچانی آواز ہے' اس کو قبول فرمایئے' اور جو بندہ صرف مشکل حالات میں دعا کرتا ہے تو فرشتے انجان بنتے ہیں' یوں کہتے ہیں کہ یہ آواز کس کی ہے؟ ہم کو معلوم نہیں اور قبولیت کے لئے سفارش بھی نہیں کرتے۔

دعا سے تقدیر بھی بدل جاتی ہے:

عموماً یہ بات مشہور ہے کہ انسان کی قسمت (تقدیر) اس کی پیدائش سے پہلے ہی لکھ دی جاتی ہے اور جو لکھ دیا گیا وہ یقیناً ہو کر رہتا ہے' خواہ کچھ ہو' مگر حدیث میں ہے کہ دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱/۱۹۵)

یعنی کسی کی تقدیر میں خدانخواستہ برائی لکھ دی گئی اور خود اس نے اپنے لئے یا کسی اور نے اس کے لئے خیر کی دعا اللہ سے مانگی تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ برائی کو بھلائی سے بدل دیتے ہیں۔

دعا میں حضور قلبی ضروری ہے:

جس طرح دنیا میں کسی سے کوئی چیز مانگنا ہوتا ہے تو مانگنے سے پہلے عاجزی دکھاتے ہیں اور دینے کے بعد شکریہ ادا کرتے ہیں' اسی طرح اللہ' جو تخیوں کا تخی' بے حد و حساب دینے والا ہے' بغیر استحقاق کے ہم کو دیتا ہے' اس سے مانگتے وقت دل کو حاضر رکھ کر عاجزی' اخلاص اور امید کے ساتھ مانگنا چاہئے کہ اللہ یقیناً ہماری دعاؤں کو قبول کرے گا تو مذکورہ کیفیت کے ساتھ مانگی ہوئی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔ (مجمع الزوائد' مشکوٰۃ شریف ۱/۱۹۵' تحفہ ۱/۴۹۵)

نامراد لوٹاتے ہوئے اللہ کو شرم آتی ہے:

دعا کرتے وقت یکسوئی یعنی حضور قلبی ہو' بندہ اخلاص کے ساتھ (گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ کرتے ہوئے) مانگتا ہے تو اللہ کو بغیر قبول کئے شرم آتی ہے۔ (بلوغ المرام ۳۱۳)۔ اس لئے اللہ سے مانگتے وقت قبولیت کی امید رکھنی چاہئے۔

دعا کی قبولیت کے لئے شرط:

حضرات علماً کرام نے دعا کی قبولیت کے لئے جہاں دیگر باتوں کو بیان کیا' وہیں شرط کے طور پر اس مسئلہ کو بھی بیان کیا ہے کہ اکل حلال ضروری ہے' حرام دانہ پیٹ میں جا کر دعاؤں کے اثر کو ختم کر دیتا ہے۔

حجاج بن یوسف کا واقعہ مشہور ہے کہ حجاج بڑا ظالم و جابر تھا' مختلف وجوہات کی بنا پر اس نے ہزاروں علماً کرام کو شہید کروایا۔ حجاج کے دور میں چند ایسے افراد تھے جن کی دعائیں قبول ہوتی تھیں' جن کو مستجاب الدعوات کہا جاتا تھا' حجاج کو (چونکہ ظلم و ستم اس کا ہر جگہ اور ہر طبقہ کے افراد پر ہوتا تھا) کسی نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ کہیں ان مستجاب الدعوات افراد میں سے کوئی اللہ سے آپ کے خلاف بددعا نہ کردے' جس سے آپ کی حکومت کا تختہ الٹ جائے' اس سلسلہ میں کوئی تدبیر اختیار کرلیں۔ حجاج نے پوچھا کہ اس بددعا سے بچاؤ اور حفاظت کا طریقہ کیا ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں کو حرام چیز کھلادی جائے تو ان کی قبولیت دعا کا اثر ختم ہو جائے گا اور آپ صحیح سلامت اپنی حکومت چلا سکیں گے' حجاج کو یہ رائے پسند آئی اور اس نے ایک دن حرام کی آمدنی اور دولت سے دعوت کی' ان حضرات کو مدعو کیا اور شاہی دسترخوان سجا دیا گیا' یہ اللہ والے بھولے بھالے تھے' تحقیقات میں گئے بغیر انہوں نے بادشاہ حجاج کی

دعوت میں شرکت کرلی اور ماحضر کی مختلف انواع و اقسام کی اشیاء کو تناول فرمایا' جب کھانے سے فارغ ہوچکے تو حجاج نے اطمینان بھری سانس لی کہ جس چیز کا مجھے ان حضرات سے ڈر تھا' وہ اب ختم ہوگئی' یعنی مستجاب الدعوات ہونے کی وجہ سے یہ میرے خلاف اگر بددعا کرتے تو میری حکومت کا تختہ الٹ جاتا' مگر اب یہ حرام غذا کھاچکے' ان کی دعا میں اب وہ اثر نہیں رہے گا' جس کا مجھے ڈر ہے۔(الامان والحفیظ)

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''ایک شخص جو اپنے پروردگار سے دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب! اور اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کا کھانا حرام' اس کا پینا حرام' اس کا لباس حرام حتیٰ کہ اس کی نشوونما بھی حرام غذا سے ہوتی ہے تو ایسے آدمی کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے۔''

(مسلم شریف ۱/۳۲۶)

دعا کی قبولیت کیلئے مخصوص اوقات:

دعا میں اخلاص ہو' حضور قلبی ہو' خشوع ہو تو ایسی دعاؤں کو اللہ یقیناً قبول کرتے ہیں مگر پھر بھی حضرات علمأ کرام نے بعض اوقات کی تعیین کردی ہے' جس میں خصوصیت کے ساتھ دعا کا قبول ہونا معلوم ہوتا ہے:

۱:......نویں ذی الحجہ کو جس کو عرفہ کا دن کہا جاتا ہے' حجاج کرام کے لئے میدان عرفات میں اور غیر حجاج کے لئے اپنے اپنے مقام پر۔

۲:......سجدہ کی حالت میں' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ سجدہ کی حالت میں اللہ سے قریب ہوجاتا ہے' اس لئے تم سجدہ کی حالت میں خوب دعا کرو۔(مسلم شریف ۱/۱۹۱)

نوٹ: سجدہ کی حالت میں نماز کا سجدہ مراد لیا جائے تو نفل نماز کا سجدہ سمجھا جائے گا' اس لئے کہ فرض نماز کے سجدہ میں دعا ثابت نہیں' البتہ کوئی غیر نماز میں' جیسے عموماً لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ فرض نماز اور سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ میں جاکر دعا کرتے ہیں تو اس کی بھی اجازت ہے اور یہ طریقہ قبولیت دعا اور اخلاص و خشوع کی دعا کے لئے موثر اور مجرب بھی ہے۔

۳:......رمضان المبارک کے مہینہ میں۔

۴:......سحر (یعنی فجر سے پہلے تہجد کا وقت)' حدیث میں صراحت ملتی ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور پکار لگائی جاتی ہے کہ: ''ہے کوئی! مجھ سے دعا کرے' میں اس کی دعا قبول کروں' اور ہے کوئی مغفرت کا طلبگار! کہ اس کو مغفرت کا پروانہ دے دیا جائے۔'' (بخاری ۱/۱۵۳)

کسی شاعر نے اس مضمون کو اپنی تخلیق میں یوں ذکر کیا ہے:

ہر رات کے پچھلے حصہ میں کچھ دولت لٹتی رہتی ہے
جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے جو جاگتا ہے وہ پاتا ہے

۵:...... جمعہ کے دن' خاص طور پر عصر کے بعد سے سورج ڈوبنے تک اور خطبہ کے لئے خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے سلام پھیرنے تک۔ (معارف السنن ۴/۳۰۸)

۶:......شب قدر' شب برأت۔

۷:...... لیلۃ الجائزہ' رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہوتے ہی شوال کا چاند نکلنے پر' مغرب میں چاند نکلا تو چاند نکلنے سے لے کر صبح صادق تک کی رات کو لیلۃ الجائزہ یعنی انعام والی رات کہا جاتا ہے۔

۸:......فرض نمازوں کے بعد۔

۹:......اذان و اقامت کے درمیان۔

۱۰:......ختم قرآن کے وقت۔

۱۱:......کعبۃ اللہ کو دیکھتے وقت۔

دعا کے آداب:

دعا میں چونکہ اللہ سے اپنی ضروریات اور حاجات کو مانگنا ہے' اس لئے اللہ کی کبریائی' قادر مطلق ہونا اور اس کی بزرگی و برتری کا احساس' یہ چیزیں تو بہر حال ضروری ہیں' نیز بزرگان دین نے تجربات کی روشنی میں کچھ مخصوص آداب تحریر فرمائے ہیں جن کو اختیار کرنے سے امید ہے کہ دعا شرف قبولیت حاصل کرے گی:

(۱) پاک ہونا' (۲) باوضو ہونا' (۳) دعا کے شروع اور ختم پر اللہ کی حمد و ثناء کرنا اور درود شریف پڑھنا' (۴) دعا سے پہلے دو چار رکعت نماز پڑھنا' (۵) دعا کی قبولیت کی امید رکھنا' نیز اخلاص سے مانگنا' (۶) دونوں ہاتھ سینے کے بالمقابل رکھنا اور دونوں ہاتھوں کے درمیان دو تا چار انگل کا فاصلہ رکھنا' (۷) دعا میں اپنے عاجز ہونے کا اقرار کرنا' (۸) ہر چیز کو تین تین مرتبہ مانگنا' (۹) گناہوں کا اقرار کرکے شرمندگی کا اظہار کرنا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا۔

☆☆............☆☆

توکل علی اللہ

محمد شعیب گنگوہی

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی کام کا عزم مصمم کر لو تو پھر اللہ پر بھروسہ کرو‘ اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

توکل مقربین بارگاہ الٰہی کے مقامات میں سے ایک عظیم الشان مقام ہے‘ جس کا درجہ بہت بلند اور اعلیٰ ہے‘ توکل اعمال دل میں سے ایک حالت ہے اور وہ حالت ایمان کا ثمرہ ہے‘ اس ایمان کا جو توحید پر اور لطف الٰہی کے کمال پر لایا جاتا ہے‘ اور اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وکیل یعنی کارساز حقیقی پر صدق دل سے اعتماد اور بھروسہ کیا جائے اور پھر اس اعتماد کو ہمیشہ مضبوط اور برقرار رکھا جائے تاکہ دل تشویش اور الجھن کا شکار ہونے کے بجائے‘ ہمیشہ آرام وسکون اور اطمینان سے رہے اور روزی کے خیال میں نہ الجھا رہے اور اگر ظاہری اسباب وذرائع میں کوئی کمی یا خرابی واقع ہو بھی جائے تو اس سے حوصلہ نہ ہار بیٹھے بلکہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد رکھتے ہوئے خاطر جمع رکھے کہ روزی تو اسی نے پہنچائی ہے اور وہ ضرور پہنچائے گا‘ جس نے اسباب میں خلل پیدا کیا ہے‘ وہی اسے دور بھی کرے گا۔

تقدیر اور توکل کے معاملہ میں بڑی افراط و تفریط پائی جاتی ہے‘ بعض لوگوں نے دنیوی اور مادی اسباب ہی کو سب کچھ مان لیا ہے‘ جیسے فرعون‘ قارون‘ ہامان اور شداد وغیرہ‘ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ان کی عزت و دولت سب ان کی ذاتی کاوشوں کا نتیجہ ہے‘ اللہ سے بغاوت کا نتیجہ انہوں نے دیکھ لیا‘ جن لوگوں نے مادی اسباب ہی کو سب کچھ سمجھ رکھا ہے‘ ان کا یہ نظریہ دنیا کے عملی میدانوں میں بھی درست ثابت نہیں ہوتا‘ کوئی شخص کسی کام کے لئے ہر قسم کے اسباب اور منصوبے تیار کر لیتا ہے‘ لیکن عین وقت پر بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے‘ اس پر بیماری‘ موت یا کوئی اور مصیبت آ پڑتی ہے اور تمام اسباب دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

”میں نے اللہ کو اس طرح پہچانا کہ وہ لوگوں کے مضبوط ارادوں کو ناکام بنا دیتا ہے۔“

چنانچہ جب کام کرنے کا عزم کرو تو اپنی عقل ورائے اور تدبیروں پر بھروسہ نہ کرو‘ بلکہ بھروسہ صرف اللہ پر کرو کیونکہ یہ سب تدبیر مدبر الامور کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ انسان کیا اور اس کی رائے وتدبیر کیا؟ ہر انسان اپنی عمر کے ہزاروں واقعات میں ان چیزوں کی رسوائی کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ”کیمیائے سعادت“ میں لکھتے ہیں کہ: ”توکل یہ ہے کہ آدمی اسباب سے دستبردار نہ ہو اور ان سے علیحدگی اختیار نہ کرے‘ البتہ یہ بات ذہن و خیال میں رکھے کہ روزی دینے والا وہ مسبب الاسباب ہے‘ جس نے وہ سبب پیدا کیا ہے۔“

قرآن حکیم میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں: ”ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ“ یعنی جو شخص اللہ پر توکل اور بھروسہ کرے گا‘ اللہ اس کی مہمات کے لئے کافی ہے کیونکہ اللہ اپنے کام کو جس طرح چاہے پورا کر کے رہتا ہے‘ اس نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے‘ اسی کے مطابق سب کام ہوتے ہیں۔

ترمذی اور ابن ماجہ شریف میں حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ پر توکل کرتے‘ جیسا کہ اس کا حق ہے‘ تو یقیناً اللہ تمہیں اس طرح رزق دیتا جیسا پرندوں‘ جانوروں کو دیتا ہے کہ صبح کو اپنے گھونسلوں سے بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوئے واپس ہوتے ہیں۔

مولانا رومیؒ نے مثنوی میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا‘ آپ نے فرمایا: تمہارا اونٹ کہاں ہے؟ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے توکل کیا اور اس کو چھوڑ دیا‘ آپ نے فرمایا: ”اے دیہاتی! پہلے اسے باندھ اور پھر توکل کر۔“

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ”اگر مومن

ہو تو اللہ پر توکل کرو، یعنی اللہ نے ہر ایک کو توکل کی تاکید فرمائی ہے۔

گویا اللہ پر توکل کرنے والے کی مثال اس بچے کی سی ہے جسے اپنی والدہ کے پستانوں کے سوا کسی اور جائے پناہ کا پتہ نہیں ہوتا، یہی حال متوکل کا ہے، اسے راہ ملتی ہے تو صرف خدا کی۔

پس جہاں توکل کے لئے قوت یقین درکار ہے، وہاں قوت دل بھی لازم ہے تاکہ اس کے دل میں کسی قسم کا اضطراب باقی نہ رہے، کیونکہ جب تک دل میں اعتماد اور طبیعت میں سکون و اطمینان نہ ہو، اس وقت تک آدمی کو صاحب توکل نہیں کہہ سکتے، کیونکہ توکل کا مطلب ہی اعتماد دل ہے، جو آدمی کو حق تعالیٰ کے ہر کام میں ہو جاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم اہل ایمان کو دی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ سے بندگی اور عبودیت کا رابطہ قائم رکھنے، اس پر توکل اور اعتماد کرنے اور اس سے مدد چاہنے کی تعلیم بڑی اہمیت رکھتی ہے، یہ تعلیم ہمیں بتاتی ہے کہ اس دنیا میں اصل کارفرما طاقت اللہ تعالیٰ کی ہے، اس کی مرضی اور اذن کے بغیر نہ تو کسی کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور نہ فائدہ، ساری دنیا اگر آپ سے کٹ جائے اور آپ کی دشمن ہو جائے تو آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، اگر آپ کا رشتہ عبودیت اپنے اللہ سے قائم ہے اور ساری دنیا آپ کی حامی ہو جائے اور ایک اللہ کی ذات حامی و ناصر نہ ہو تو ساری دنیا آپ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ اپنی تصنیف ''احیاء العلوم'' میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس سے توکل کا مطلب آسانی سمجھ میں آسکتا ہے:

''حضرت حاتم اصمؒ سفر حج کو روانہ ہونے لگے تو اپنی اہلیہ سے فرمایا: تجھ کو کس قدر خرچ دے کر جاؤں؟ اہلیہ نے کہا: جس قدر میری زندگی کے دن دے جاؤ، اتنے دنوں کا خرچ دیتے جاؤ۔ حضرت حاتم اصمؒ نے فرمایا: زندگی کے دن دینا میرے (اختیار) میں نہیں، یہ کام تو اللہ کے ذمہ ہے۔ ان کی اہلیہ نے کہا: تو پھر رزق پہنچانا بھی تو اللہ ہی کے ذمہ ہے، یہ سن کر حاتم اصمؒ مطمئن ہو کر روانہ ہو گئے، کچھ دنوں کے بعد محلہ کی خواتین ان کی اہلیہ سے ملنے کے لئے ان کے گھر آئیں اور پوچھا: حضرت حاتم اصمؒ تو حج کے لئے جا چکے ہیں، آپ کے اخراجات اور کھانے پینے کے لئے خرچ کی کیا صورت ہے؟ اہلیہ فرمانے لگیں: ''کھانے والا چلا گیا ہے اور کھلانے والا موجود ہے۔''

حدیث پاک میں حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک رزق بندے کو اس طرح ڈھونڈتا ہے، جس طرح اس کی اجل اس کو ڈھونڈتی ہے۔

بعض جاہل لوگوں کا غلط نظریہ ہے کہ توکل تو محنت و مزدوری اور کسب کے چھوڑ دینے کا نام ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیکار بیٹھ جائے، سوچے سمجھے بغیر خود کو خطرات اور ہلاکت میں ڈال دے، اللہ رب العزت نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مہمات کے لئے پورے پورے دنیاوی اسباب اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے کہ تمام اسباب ظاہری کو اپنی قدرت کے مطابق جمع کریں اور اختیار کریں اور پھر نتائج اللہ کے سپرد کر دیں اور ان ظاہری اسباب پر فخر و ناز نہ کریں بلکہ اعتماد صرف اللہ پر رہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ جنگ میں ہمارے سامنے موجود ہے، خود جہاد میں مسلمانوں کے لشکر کو جنگ کے لئے منظم کرنا، اپنی قدرت کے موافق اسلحہ اور دیگر سامان حرب فراہم کرنا، محاذ جنگ پر پہنچ کر مناسب حال و مقام نقشہ جنگ تیار کرنا، مختلف مورچے بنا کر صحابہ کرامؓ کو ان پر بٹھانا، یہ سب مادی انتظامات ہی تو تھے جن کو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے استعمال فرما کر بتلا دیا کہ مادی اسباب بھی اللہ کی نعمت ہیں، ان سے قطع نظر کرنے کا نام توکل نہیں، یہاں مومن اور غیر مومن میں فرق صرف اتنا ہے کہ مومن سب سامان اور مادی طاقتیں حسب قدرت جمع کرنے کے بعد بھی بھروسہ و توکل صرف اللہ پر کرتا ہے، غیر مومن کو یہ روحانیت نصیب نہیں، اس کو صرف اپنی مادی طاقت پر بھروسہ ہوتا ہے۔

صحیح بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے، ان کے اوصاف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اللہ پر توکل کرنے والے ہوں گے۔ پس ہمیں چاہئے کہ جب بھی کوئی کام کرنے کا ارادہ کریں تو پہلے ہر ممکن اسباب اختیار کریں اور نتیجہ اپنے اللہ پر چھوڑ دیں۔ انشاء اللہ بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

☆☆......☆☆

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی عظیم جدوجہد میں شمولیت اختیار کیجئے، قادیانیوں اور دیگر باطل فتنوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے باخبر رہنے کے لئے بین الاقوامی جریدے ''ہفت روزہ ختم نبوت'' کا مطالعہ کریں، ہفت روزہ میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں اور قادیانیت کے انسدادی کوششوں میں ہمارا ساتھ دیں۔

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

میرا سابقہ نام لارڈ برمنٹن اور اسلامی نام جلال الدین ہے۔ میرا تعلق انگلستان کے ممتاز جاگیردار گھرانے سے ہے جو معاشرے میں زبردست عزت وافتخار اور نیک نامی کا حامل ہے۔

میرے والدین عیسائی تھے۔ وہ مجھے ابتداء ہی سے پادری بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ میں نے عیسائیت کی باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور فارغ ہونے کے بعد چرچ آف انگلینڈ سے وابستہ ہوگیا' لیکن یہی بات ہے کہ اس کام میں، میں کبھی گہری دلچسپی نہ لے سکا۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ہی مجھے جس عقیدے نے سخت پریشان کرنا شروع کردیا' وہ انسان کے ازلی گناہگار ہونے کا عقیدہ تھا۔ پھر اس پر یہ تصور کہ معدودے چند افراد کے سوا باقی ساری مخلوق دائمی عذاب سے دوچار ہوگی' یہ نظریات اتنے مکروہ تھے اور مجھے ان سے اتنی گھن آتی تھی کہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میں تقریباً بے دین ہوگیا۔ مذہب کا سارا ڈھانچہ میری نظروں میں مشکوک ہوگیا۔

میں اکثر سوچتا ہوں کہ انسان اللہ کا شاہکار ہے' وہ ساری مخلوقات پر برتری رکھتا ہے' پھر اسے ازلی گناہگار قرار دینا اور ہمیشہ کے عذاب کا مستحق ٹھہرانا کہاں کی دانشمندی ہے؟ یہ تصور تو براہ راست خالق کائنات پر اتہام کی حیثیت رکھتا ہے اور اس آئینے میں تو اس کی تصویر کچھ ایسی پسندیدہ نہیں ہے۔ میں اگرچہ اب بھی موہوم انداز میں اللہ پر یقین رکھتا تھا' مگر اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے میں نے دوسرے مذاہب کا مطالعہ شروع کردیا۔

اسلام کے مطالعہ کی ابتداء ہی میں یہ راز مجھ پر کھل گیا کہ یہ مذہب انسانی فطرت کے قریب ہے۔ شکوک وشبہات کی گرہیں کھلتی چلی گئیں اور میرے اندر خدا کی عبادت اور خدمت کا جذبہ پیدا ہونے لگا' میں نے دیکھا کہ عیسائیت کے سارے عقائد کی بنیاد بائبل کی تعلیمات پر استوار بتائی جاتی ہے' مگر ان تعلیمات میں زبردست تضاد پایا جاتا ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ بائبل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

مرسلہ: عبدالغنی فاروقی

تعلیمات تحریف کا شکار ہو چکی ہیں؟ اس سوال کا جواب پانے کے لئے میں نے بائبل کا گہرا ناقدانہ مطالعہ جاری رکھا اور پھر اس نتیجے پر پہنچا کہ واقعی یہ کتاب تغیر وترمیم سے محفوظ نہیں ہے اور اس میں بہت سے لوگوں کے خودساختہ عقائد راہ پاگئے ہیں۔

اسلام کے مطالعہ نے مجھے بتایا کہ انسان میں ''روح'' نام کی ایک غیر مرئی قوت ہے' جو کبھی نہیں مرتی' گناہوں کی سزا اس دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی اور اگر انسان خلوص دل سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمی وکریمی کے ساتھ گناہوں کو معاف کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔

اب میں نے اپنا تمام وقت صرف اسلام کے مطالعہ کے لئے وقف کردیا اور اس نے مجھے مایوس نہیں کیا۔ تلاش حق کے لئے میں نے جو مطالعہ اور غوروفکر کیا' وہ رائیگاں نہیں گیا اور میں نے اپنے اندر اس دین کے لئے بے پناہ کشش محسوس کی۔ یہی کشش مجھے برصغیر کے ایک شہر لاہور لے گئی۔ یہاں میں نے ایک نواحی بستی میں قیام کیا' جہاں کی بیشتر آبادی اسلام کے ماننے والوں پر مشتمل تھی۔ میرے شب و روز ان ہی لوگوں کے درمیان گزرتے تھے' جو جفاکش اور سادہ دل تھے اور غربت وافلاس کے باوجود صابر و قانع اور خوش وخرم تھے۔ میں نے ان سے اسلام کا عملی سبق لیا' دین داری اور بھائی چارے کا احساس یہاں کے سارے ماحول پر حاوی تھا' میں نے ان لوگوں کے ساتھ بذات خود خون پسینہ ایک کیا اور خاصے عرصے تک ان کے ساتھ رہ کر ان کی عادات اور عقائد کا بغور مشاہدہ کیا۔

اب تک میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا' مجھے معلوم تھا کہ عیسائی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید مخالف اور نکتہ چین ہیں۔ بہرحال میں نے اس طرف توجہ کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ شروع کیا اور بہت جلد محسوس کرلیا کہ آپ حق وصداقت کے

باقی صفحہ 19 پر

صحن حرم میں

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

گورے آئے ہیں، کالے آئے ہیں
سب یہاں بخت والے آئے ہیں

صبح صادق کی طرح سے اوڑھے
نوری نوری دوشالے آئے ہیں

یہ کفن پوش پیکر تسلیم
گردنیں اپنی ڈالے آئے ہیں

اپنا سب کچھ نثار کرنے کو
مصطفیٰ کے جیالے آئے ہیں

چھاؤنی بن گیا ہے صحن حرم
عاشقوں کے رسالے آئے ہیں

اپنے اپنے گھروں سے دیوانے
بے خودی کے نکالے آئے ہیں

درِ جاناں پہ پھوڑنے کے لئے
دل جلے لے کے چھالے آئے ہیں

اللہ اللہ جمال محمل دوست
تیرگی میں اجالے آئے ہیں

مالک الملک اے رحیم و کریم
تیری شفقت کے پالے آئے ہیں

چشم نادم برس رہی ہے نفیس
خشک ہونٹوں پہ نالے آئے ہیں

دہشت گرد کون؟ غدار کون؟

دہشت گردی کی وارداتوں میں قادیانی لابی کے ملوث ہونے کا منہ بولتا ثبوت

رسول پور تارڑ سے ''را'' کا ایجنٹ دو ساتھیوں سمیت گرفتار

پنڈی بھٹیاں (نامہ نگار) رسول پور تارڑ سے بھارتی ایجنسی ''را'' کے مبینہ ایجنٹ کو اس کے دو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا ملزمان کے قبضہ سے دو ہینڈ گرنیڈ دو کلاشنکوفیں برآمد کی گئیں۔ بتایا گیا ہے کہ پکڑا جانا والا ایجنٹ مبشر احمد قادیانی ہے جبکہ اس کے خاندان کے دوسرے افراد فرار ہو گئے۔ اے ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ پولیس نے ایک خفیہ اطلاع پر رسول پور تارڑ میں چھاپہ مارا اور قادیانی مبشر احمد کو اس کے دو ساتھیوں ذوالفقار، ذکاء اللہ سمیت گرفتار کر کے ان کے قبضہ سے دو کلاشنکوف برآمد کر لیں، جس سے وہ دہشت گردی کی وارداتیں کرنا چاہتے تھے انہوں نے بتایا مبشر احمد کا خاندان جو کہ کھیتی باڑی کرتا ہے اس کی بہن کی شادی بھارت میں قادیانی حبیب احمد سے ہوئی تھی قادیانی حبیب احمد جو کہ ''را'' کا ایجنٹ ہے اور بھارت میں مقیم ہے اس سے مبشر احمد نے رابطہ قائم کر رکھا تھا اور ہینڈ گرنیڈ بم اس نے آٹھ سالوں سے بوری میں پیک کر کے گھر میں چھپا رکھے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کلاشنکوفوں کو اپنے دوستوں ذوالفقار، ذکاء اللہ کے پاس رکھا ہوا تھا وہ اپنے بہنوئی حبیب احمد کو بھارت میں معلومات فراہم کرتا تھا انہوں نے بتایا کہ مبشر احمد کا والد بشارت احمد اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ساتھ فرار ہو گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مبشر احمد نے دوران تفتیش بھی ''را'' کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (بتاریخ ۵/ستمبر ۲۰۰۴ء، روزنامہ جنگ لاہور)

پنڈی بھٹیاں میں ''را'' کا قادیانی ایجنٹ اور دو ساتھی گرفتار، اسلحہ برآمد

گرفتار ہونے والوں میں مبشر احمد، ذوالفقار اور ذکاء اللہ شامل ہیں، مبشر کا بھارتی بہنوئی بھی قادیانی ہے

پنڈی بھٹیاں (نمائندہ خبریں) رسول پور تارڑ سے بھارتی ایجنسی را کا قادیانی ایجنٹ دو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے قبضہ سے دو ہینڈ گرنیڈ اور دو کلاشنکوفیں برآمد ہوئیں۔ ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے گزشتہ روز پریس کانفرنس میں بتایا کہ ایک خفیہ اطلاع پر انہوں نے پولیس کی نفری کے ساتھ رسول پور تارڑ میں چھاپہ مار کر قادیانی مبشر احمد کو اس کے دو ساتھیوں ذوالفقار اور ذکاء اللہ سمیت گرفتار کر لیا۔ انہوں نے بتایا کہ قادیانی مبشر احمد کی بہن گوگی کی شادی گزشتہ دنوں بھارت میں قادیانی حبیب احمد سے ہوئی تھی جو را کا ایجنٹ ہے۔ اس نے مبشر احمد سے رابطہ قائم کر رکھا تھا۔ گرنیڈ بم اس نے آٹھ سال سے بوری میں چھپا رکھے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کلاشنکوفوں کو اپنے دوستوں ذوالفقار، ذکاء اللہ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ مبشر احمد اپنے بہنوئی حبیب احمد کو معلومات فراہم کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا مبشر کا والد بشارت اور خاندان کے دیگر افراد فرار ہو گئے ہیں۔ مبشر احمد نے دوران تفتیش را کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اے ایس پی نے بتایا پندرہ روز تک ہم دہشت گردوں کے نیٹ ورک کا پتہ چلا لیں گے۔ (بتاریخ ۵/ستمبر ۲۰۰۴ء، روزنامہ ''خبریں'' لاہور)